ہفتہ روزہ
حیدرآباد
R.N.I.No.APURD/2013/54302

فلک نما نیوز

FALAKNUMA NEWS
Urdu Weekly Hyderabad
Editor In Chief: MOHD ATHER RAHEEM

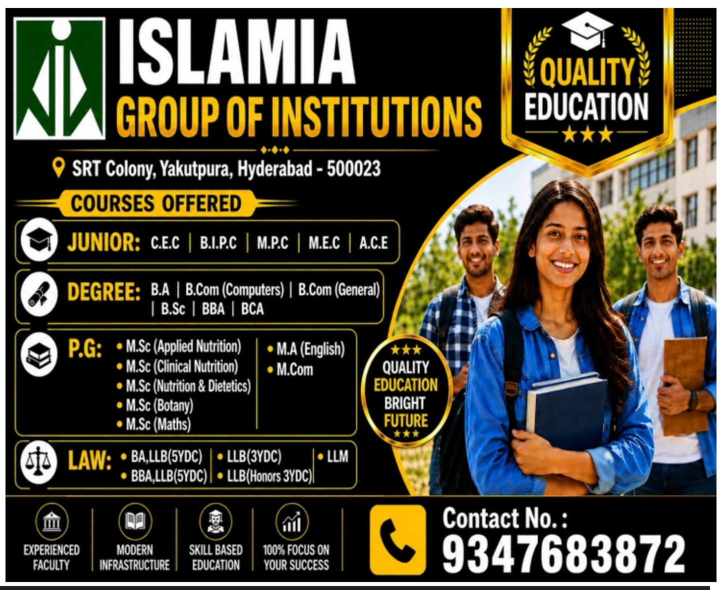

WEDNESDAY 07 OCTOBER 2026 VOLUME:14 ISSUE :37 Rs.2.00 PAGES 4
چہارشنبہ ۷/اکتوبر ۲۰۲۶ء ۲۵/ربیع الآخر ۱۴۴۸ھ جلد (۱۴) شمارہ (۳۷) قیمت ایک روپیہ

لیگل سیل TPCC – کا احتجاج، CEC گیانیش کمار کے فوری استعفے کا مطالبہ

حیدرآباد، اسپیشل انٹینسیو ریویژن (SIR) اور "ووٹ چوری" سے متعلق اٹھائے جانے والے مسائل کے پیش نظر، مرکزی الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے فوری استعفے اور انتخابی عمل سے متعلق مبینہ بے ضابطگیوں کے ذمہ دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کرتے ہوئے تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی (TPCC) حیدرآباد ڈسٹرکٹ لیگل سیل کی جانب سے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ یہ احتجاج 28 ستمبر 2026 کو حیدرآباد کے BRK بھون میں واقع چیف الیکٹورل آفس کے سامنے منعقد کیا گیا۔ لیگل سیل TPCC – کے چیئرمین پونم اشوک گوڑ صاحب کی قیادت میں منعقدہ اس احتجاج میں لیگل سیل TPCC – کے عہدیداران، وکلاء ؒ، ارکان اور بڑی تعداد میں کارکنان نے شرکت کی۔ پونم اشوک گوڑ صاحب کا احتجاجی مظاہرے سے خطاب احتجاجی مظاہرین اور میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے پونم اشوک گوڑ صاحب نے مرکزی الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے فوری استعفے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ انتخابی عمل کے انعقاد اور طریق؟ کار کے حوالے سے سنگین سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آزاد، منصفانہ اور شفاف انتخابات آئینی جمہوریت کی بنیاد ہیں اور ہر ووٹر کو یہ مکمل اعتماد ہونا چاہیے کہ اس کے حقِ رائے دہی کا تحفظ کیا جارہا ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ انتخابی اداروں کو شفافیت، جواب دہی اور آئینی و قانونی تحفظات کی سختی سے پابندی کرتے ہوئے کام کرنا چاہیے۔ پونم اشوک گوڑ صاحب نے مزید کہا کہ SIR اور مبینہ "ووٹ چوری" سے متعلق اٹھائے جانے والے خدشات کو نظرانداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ انتخابی فہرستوں میں ناموں کے اخراج یا اندراج، تصدیقی طریق؟ کار اور ووٹروں کے حقوق کے تحفظ سے متعلق ہر حقیقی شکایت کی شفاف اور قانونی طور پر جواب دہ طریقے سے جانچ کی جانی چاہیے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ انتخابی عمل سے متعلق موصول ہونے والے الزامات اور شکایات کی متعلقہ حکام کی جانب سے غیر جانب دارانہ تحقیقات کی جائیں، جہاں بھی بدعنوانی یا بے ضابطگی ثابت ہو وہاں ذمہ داری کا تعین کیا جائے اور قانون کے مطابق مناسب کارروائی کی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ الیکشن کمیشن کو ہر قسم کے شبہات سے بالاتر رہتے ہوئے کام کرنا چاہیے اور عوام کا اعتماد برقرار رکھنا چاہیے، خصوصاً ایسے وقت میں جب انتخابی فہرستوں اور عوام کے بنیادی جمہوری حقِ رائے دہی کے استعمال سے متعلق سوالات اٹھائے جارہے ہوں۔ "حقِ رائے دہی محض ایک طریق؟ کار سے متعلق حق نہیں ہے بلکہ یہ نمائندہ جمہوریت کا ایک بنیادی جزو ہے۔ ووٹر کی شناخت، انتخابی فہرست میں نام کے اندراج، نام کے اخراج یا تصدیق سے متعلق کسی بھی حقیقی شکایت کا شفاف طریقے سے اور قانون کے مطابق ازالہ کیا جانا چاہیے۔ انتخابی عمل کی ساکھ کے لیے جواب دہی اور عوام کا اعتماد ناگزیر ہے،" پونم اشوک گوڑ صاحب نے کہا۔ انہوں نے حکام سے مطالبہ کیا کہ کسی بھی اہل ووٹر کو اپنے حقِ رائے دہی کے استعمال سے محروم نہ کیا جائے اور شہریوں اور سیاسی حلقوں کی جانب سے موصول ہونے والی شکایات کو فوری، منصفانہ اور شفاف طریقے سے نمٹایا جائے۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ لیگل سیل TPCC – آئینی حقوق، انتخابی شفافیت، جمہوری تحفظات اور قانون کی حکمرانی سے متعلق امور کو پرامن اور قانونی جمہوری طریقوں سے مسلسل اٹھاتا رہے گا۔ بڑی تعداد میں وکلاء ؒ اور لیگل سیل کے ارکان کی شرکت اس احتجاجی مظاہرے میں این۔ اوما شنکر، وینکٹیشور ریڈی، ای۔ دیوا، مومن روشن ضمیر، کشن راج چوہان، پی۔ ابھیلاش، پربھاکر، سِلم، اروند، ستیہ نارائن، سائی سندیپ، حفیظ رانا، وجے یادو، سنتوش، راگھویندر ریڈی، سنتوش کمار، نذیر، ماسی اُر رحمان، سدھیر کمار، وینکٹا گوڑ، سری کرشنا، سنجیو کمار، چندرا شیلا، شاردا، نمرا جیسوال، نہیرا، نشرا، فرحان، حمزہ، زوہا کے علاوہ وائس چیئرمین، جنرل سکریٹریز، کنوینرز، جوائنٹ کنوینرز، اسٹیٹ باڈی ممبران، لیگل سیل TPCC – کے ارکان اور وکلاء نے شرکت کی۔ مظاہرین نے انتخابی شفافیت، ووٹروں کے حقوق کا تحفظ، انتخابی عمل میں جواب دہی اور قانون کے مطابق کارروائی کا مطالبہ کرتے ہوئے نعرے لگائے۔ لیگل سیل TPCC – نے آئینی اقدار، جمہوری حقوق، انتخابی سالمیت اور قانون کی حکمرانی کے تحفظ کے لیے اپنے عزم کا اعادہ کیا۔

مومن روشن ضمیر، ایڈووکیٹ، آل انڈیا ملی کونسل – تلنگانہ کے خصوصی انتخابی اجلاس میں شریک

مومن روشن ضمیر، ایڈووکیٹ، اسٹیٹ جنرل سکریٹری وانچارج سوشل میڈیا، لیگل سیل (لاء ؒ، انسانی حقوق اور آر ٹی آئی ڈپارٹمنٹ)، تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی (TPCC)، اور ممبر، حیدرآباد وقف پروٹیکشن اینڈ کوآرڈینیشن کمیٹی، حکومتِ تلنگانہ، نے 03 اکتوبر 2026 کو حیدرآباد میں منعقدہ آل انڈیا ملی کونسل – تلنگانہ کے خصوصی انتخابی اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مومن روشن ضمیر نے آل انڈیا ملی کونسل کی سرگرمیوں اور تنظیمی امور کو مزید مستحکم کرنے کی اہمیت پر زور دیا اور اراکین و خیرخواہوں پر زور دیا کہ وہ تنظیم کے مختلف شعبہ جات اور اقدامات سے فعال طور پر وابستہ ہوں۔ انہوں نے شرکاء ؒ سے اپیل کی کہ وہ برادری کی فلاح و بہبود کے لیے اپنا وقت، علم اور صلاحیتیں وقف کریں اور ملی کونسل کے مقاصد کے لیے اخلاص کے ساتھ کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم کے کئی شعبہ جات اور سرگرمیوں کے میدان ہیں، اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھیں اور جس شعبے میں اپنی صلاحیتوں کے مطابق خدمات انجام دے سکتے ہیں، اس میں حصہ لیں۔ خصوصاً تعلیم اور قانونی تعلیم کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مومن روشن ضمیر نے زور دیا کہ موجودہ حالات کے پیشِ نظر قانون سے واقفیت اور قانونی تعلیم کی اہمیت میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ انہوں نے برادری، بالخصوص نوجوان نسل سے اپیل کی کہ وہ قانونی تعلیم حاصل کریں اور طلبہ کو ججز اور ایڈووکیٹس بننے کی خواہش اور مقصد کے ساتھ آگے بڑھنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے مزید زور دیا کہ قانونی پیشے سے وابستہ ہونے والے افراد اپنی ذمہ داریاں ایمانداری، دیانت داری اور عزم و وابستگی کے ساتھ ادا کریں اور اپنے قانونی علم کو عوام کی خدمت کے لیے استعمال کریں۔ انہوں نے کہا کہ قانونی تعلیم حقوق، فرائض اور انصاف تک رسائی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ شعور پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ مومن روشن ضمیر نے شرکاء سے یہ بھی اپیل کی کہ وہ اجتماعی طور پر کام کریں، اتحاد کو برقرار رکھیں اور تعلیم، قانونی شعور، سماجی بہبود اور عوامی خدمت کے شعبوں میں تعمیری سرگرمیوں کو مزید مضبوط بنائیں۔ اجلاس میں مولانا جعفر پاشا حسامی، اقبال احمد، ڈاکٹر محمد نظام الدین، صدر، آل انڈیا ملی کونسل (AIMC)، تلنگانہ، ظفر مسعود، ورکنگ پریسیڈنٹ، مولانا مفتی عمر عابدین قاسمی مدنی، جنرل سکریٹری، آل انڈیا ملی کونسل – تلنگانہ، افسر جہاں، سکریٹری، لیگل ایڈ–AIMC تلنگانہ، میر محمود، شہباز، ابراہیم، کوثر، شازیہ، فیاض، نشرہ، فرحان، حمزہ، زوہا، رازی کے علاوہ بڑی تعداد میں اراکین، کارکنان اور خیرخواہوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں تنظیمی سرگرمیوں اور اجتماعی شرکت و خدمت کے ذریعے برادری پر مبنی اقدامات کو مزید مضبوط بنانے کی اہمیت پر تبادلہ؟ خیال کیا گیا۔

بھٹی وکرمارکا نے میٹرو ریل اور آر ٹی سی کے مشترکہ پاس کا افتتاح کیا

حیدرآباد۔ تلنگانہ کے ڈپٹی چیف منسٹر بھٹی وکرمارکا نے آج پرجا بھون میں منعقدہ ایک خصوصی تقریب کے دوران حیدرآباد میٹرو ریل اور ٹی جی ایس آر ٹی سی کے مشترکہ پاس کا افتتا کیا۔ اس موقع پر ریاستی وزیر ٹرانسپورٹ پونم پربھاکر، ریاستی وزیر اقلیتی بہبود محمد اظہر الدین کے علاوہ مختلف شعبوں کے اعلیٰ عہدیدار موجود تھے۔ آر ٹی سی اور میٹرو ریل کے اس مشترکہ اقدام کا بنیادی مقصد حیدرآباد کے شہری حدود میں مسافروں کو آسان، کم خرچ اور بلاتعطل پبلک ٹرانسپورٹ کنکٹیویٹی فراہم کرنا ہے۔ کامن پاس کے کرایہ کی تفصیلات کچھ اس طرح ہے۔ یومیہ پاس کی جملہ قیمت 400 روپئے، میٹرو کا کرایہ 300 روپئے، آر ٹی سی کا کرایہ 100 روپئے، ماہانہ پاس کی جملہ قیمت 8500 روپئے ہے جس میں میٹرو کا کرایہ 7000 روپئے، آر ٹی سی کا کرایہ 1500 روپئے ہے۔ کارڈ کی فیس اور ڈپازٹ: پہلی بار کارڈ خریدنے پر 100 روپئے کا چارج لاگو ہوگا۔ کارڈ واپس کرنے پر 100 روپئے کی مکمل رقم واپس کردی جائے گی۔ اس ایک ہی مشترکہ پاس کے ذریعہ مسافر آؤٹر رنگ روڈ کے اندر چلنے والی تمام میٹرو ٹرینوں اور ٹی جی ایس آر ٹی سی کی تمام اقسام کی سٹی بسوں (سوائے پشپک کے) میں بلا جھجک سفر کر سکتے ہیں۔ اس اقدام سے حیدرآباد کے لاکھوں روزانہ کے مسافروں کو بڑی راحت ملنے کی امید ہے۔

لڑکیوں کو میراث سے محروم کرنا ناجائز پیغام شریعت کانفرنس سے مفتی قاسم مصباحی، طاہر بن حمدان اور دیگر کا خطاب

حیدرآباد (راست)۔ دارالقضاء جامعۃ المومنات کے سلور جوبلی تقریب کے اختتامی اجلاس کے بضمن کل ہند پیغام شریعت کانفرنس جس کا مرکزی موضوع "مسلمانوں کے عائلی مسائل کا حل قرا?ن و حدیث کی روشنی میں' ہے۔ جوار دو مسکن، خلوت میں امیر شریعت مفتی محمد حسن الدین نقشبندی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے بیرون عالم مفتی محمد قاسم مصباحی اشرفی رضوی (دہلی) نے کہا کہ ایمان انسان کی زندگی کا وہ چراغ ہے جس کی روشنی میں انسان حق و باطل، خیر وشر اور ہدایت وگمراہی کے درمیان امتیاز حاصل کرتا ہے جب یہی چراغ کمزور پڑ جاتا ہے تو انسان ظاہر ترقی، مادی ا?سائنس اور فکری ا?زادی کے باوجود باطنی تاریکیوں کا شکار ہوجاتا ہے، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم نے انسان کو اپنی مٹھی میں قید کردیا ہے جس کی وجہ سے بے راہ روی، الحاد لا مذہبیت کا رجحان بڑھ رہا ہے ایسے ماحول میں فتنہ ? ارتداد تیزی سے پھیل رہا ہے۔ جب تمام لوگ اپنے اپنے ماتحت کی ذمہ داریوں کو نبھالے گا تو دنیا سے برائیوں کا خاتمہ ہوگا اور زندگیوں میں انقلاب پیدا ہوگا۔ جناب طاہر بن حمدان (صدر نشین تلنگانہ اردو اکیڈمی) نے دارالقضاء ؒ کے ۵۲ ? سال مکمل ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم کی بہت اہمیت ہے ہر حال میں ضروری ہے اس کے لئے بھی شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ میر ذوالفقار علی (ایم ایل اے) نے دارالقضاء ؒ کے جشن تا? سیس پر بانی دارالقضاء ؒ مفتی محمد مستان علی قادری کو مبارک باد پیش کی۔ ڈاکٹر مفتی سراج الرحمٰن فاروقی نقشبندی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جس کا مفہوم ہے میرے ساتھ والدین کا شکر ادا کرو، اللہ تعالی نے سب کو الگ الگ طبقوں میں پیدا فرمایا کسی کو کسی سے تقابل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہی تقابل ہم کو برباد کر رہا ہے، دنیوی چیزوں میں تقابل نہ کرو بلکہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کرو، اولاد پر باپ کے مقابل میں ماں کے تین درجہ زیادہ حقوق ہیں۔ مفتی موسی بن عبدالجلیل باحاج نے کہا کہ ایک مرد بیک وقت چار نکاح کرسکتا ہے اور متعدد نکاح اسی وقت کر سکتے ہیں جبکہ ان کے درمیان مساوات کر سکتے ہوں، اگر استطاعت نہ ہو تو ایک پر ہی اکتفاء کریں، عورتیں ہی گھریلو معاملات کو چلاتی ہیں اگر وہ غیر شرعی رسومات کا بائیکاٹ کریں تو معاشرہ سے خرافات کا خاتمہ ہوسکتا ہے، نکاح اور ولیمہ ایک ہی دن کیا جا سکتا ہے ولیمہ کے لئے شب زفاف کا ہونا لازم نہیں ہے بلکہ خلوت صحیحہ ہوجائے تو کافی ہے۔ مفتیہ رضوانہ زرین نے کہا کہ اللہ کے رسول ? جہاں عورتوں پر بے پناہ رحم وکرم فرمائے انہیں جملہ حقوق دلائے وہیں میراث کے متعلق بھی الاقرب فالاقرب کے تحت عورتوں کو میراث کا حصہ دار بنایا، لیکن ا?ج پھر سے وہی دور جاہلی کی بات دہرائی جارہی ہے، لڑکیوں کو نکاح کے موقع پر جو جہیز یا جوڑے کی رقم دی جارہی ہے تو وہیں انہیں حقیقی میراث سے محروم کردیا جارہا ہے جبکہ اللہ تعالی نے قرا?ن مجید میں واضح طور پر جہاں مردوں کے حصے مقرر فرمائے ہیں وہیں عورتوں کے بھی حصے مقرر فرمائے ہیں۔ مفتیہ ناظمہ عزیز مو?مناتی نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ ? کا ارشاد نقل فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے پس جو اس پر عمل نہیں کرتا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، حضور ? نے فرمایا نکاح کو ا?سان بناو? کہ زنا مشکل ہوجائے، عصر حاضر میں ضرورت ھیکہ نکاح ا اور ولیمہ کی تقاریب کو سادگی سے انجام دیا جائے۔ مفتیہ سیدہ عاتکہ طیبہ نے کہا کہ اللہ تعالی شوہروں کو تاکید فرماتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ خیر کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ مفتیہ نسرین افتخار نے کہا کہ اسلامی تعلیمات اور معاشرتی روایات کے مطابق شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے شوہر کی اطاعت کرنا بیوی پر فرض ہے۔ اس جلسہ میں مولانا عرفان اللہ شاہ نوری، مفتی محمد عبدالواسع احمد صوفی، ڈاکٹر مفتی ایس ایم سراج الدین، عبدالغفور پرویز، مفتی محمد صابر پاشاہ قادری، الحاج عبدالرزاق راشد میمن، جناب عطاء ؒ اللہ خان، جناب شیخ اسماعیل، مفتی محمد غوث عادل، مفتی غلام ربانی، مفتی عمران، مفتی سید مظہر الدین، مفتی ریاض اشرفی نے بطور مہمان شرکت کی۔ جلسہ کا ا ? غاز قاریہ ماجونی کی قرا?ت اور عالمہ علشبہ کی نعت شریف سے ہوا۔ طالبات نے نظم پیش کی۔ جناب سید شاہ نور الحق قادری نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ جناب محمد معیز بابو چودھری نے رپورٹ پیش کی۔

چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے خلاف پھر جنتر منتر پر جمع ہوئے لوگ، وکلاء اور طلبا نے استعفیٰ کا کیا مطالبہ

چیف الیکشن کمشنر (سی ای سی) گیانیش کمار کے استعفے کا مطالبہ کرتے ہوئے ہفتہ کو ایک بار پھر دہلی کے جنتر منتر پر سماجی کارکنوں، وکیلوں اور طلبا لیڈران نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ تاہم پٹیل چوک سے جنتر منتر کی جانب مارچ کر رہے سینکڑوں مظاہرین کو پولیس نے زبردستی حراست میں لے لیا۔ پولیس کی جانب سے حراست میں لیے گئے مظاہرین میں آئیسا کی قومی صدر نیہا بورا، سماجی کارکن یوگیندر یادو اور سینئر وکیل پرشانت بھوشن شامل ہیں۔ کپل سبل، نتیا رام کرشنن، پلو سسو دیا اور پرشانت بھوشن اور یوگیندر یادو جیسی شخصیات نیہا بورا اور دیگر طلبا کے ساتھ مارچ میں شامل ہوئے۔ احتجاجی مقام کے قریب مظاہرین کے جمع ہوتے ہی پولیس نے انہیں حراست میں لینا شروع کر دیا۔ دراصل سیکورٹی اہلکاروں کو کئی مقامات پر تعینات کیا گیا تھا اور جنتر منتر کی طرف جانے والی سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کی گئی تھیں۔ آئیسا کی قومی صدر نیہا بورا کی اپیل کے بعد ہفتہ کو یہ مظاہرین جنتر منتر پر جمع ہونے کے لیے ا? گے بڑھے تھے۔ نیہا بورا کو جمعہ کو بھی حراست میں لیا گیا تھا۔ انہوں نے کارکنوں سے دوپہر ایک بجے جنتر منتر واپس آنے اور احتجاج جاری رکھنے کو کہا تھا۔ یہ سبھی مظاہرین ووٹر لسٹ کی خصوصی گہری نظرثانی (ایس آئی آر) کو لے کر تشویش ظاہر کرتے ہوئے گیانیش کمار کے استعفے کا مطالبہ کرر ہے ہیں۔ آئیسا کے اراکین نے الزام لگایا کہ پولیس کارروائی کے دوران ایک مرد پولیس افسر نے بورا کے ساتھ دھکا مکی بھی کی اور دہلی پولیس کے ایک دیگر افسر نے انہیں گالیاں دیں۔ 'ایکس' پر پوسٹ کی گئی ایک ویڈیو میں دہلی پولیس اہلکار نیہا بورا کے ساتھ دھکا مکی کرتے ہوئے نظر بھی آرہی ہے۔ ویڈیو میں نیہا چیختے ہوئے پولیس والوں پر انہیں مارنے کا الزام لگا رہی ہیں۔ ان الزامات کی فوری طور پر آزادانہ تصدیق نہیں ہوسکی۔ اس واقعہ سے ایک روز قبل پولیس اور نیم فوجی دستوں کے اہلکاروں نے بڑی تعداد میں مظاہرین کو احتجاجی مقام تک پہنچنے سے روک دیا تھا، جس کے بعد جنتر منتر اور آس پاس کے علاقوں سے تقریباً 1,000 مظاہرین کو حراست میں لیا گیا تھا۔ بعد میں حراست میں لیے گئے کئی لوگوں کو رہا کر دیا گیا۔ دہلی پولیس نے جمعہ کو ہوئے احتجاج کے سلسلے میں کم از کم 3 ایف آئی آر بھی درج کی ہیں۔ ان میں سے 2 سنسد مارگ تھانہ اور ایک کناٹ پلیس تھانہ میں درج کی گئی ہے۔ یہ ایف آئی آر بھارتیہ نیائے سنہتا (بی این ایس) کی دفعہ 223 کے تحت درج کی گئی ہے، جو سرکاری ملازم کی جانب سے باقاعدہ طور پر جاری حکم کی مبینہ نافرمانی سے متعلق ہے۔

باپو کا پیغام ہندوستان کو 'وکست بھارت' کی سمت رہنمائی کرتا رہے گا: وزیراعظم

نئی دہلی وزیراعظم نریندر مودی نے جمعہ کو گاندھی جینتی کے موقع پر مہاتما گاندھی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے قوم کے باپو کے پیغام کی دیرپا اہمیت کو یاد کیا اور کہا کہ یہ پیغام ایک بہتر معاشرے اور 'وکست بھارت' کی تعمیر کی سمت ملک کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ مودی نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر ایک پوسٹ میں کہا، "باپو کا لازوال پیغام ہمیں ایک بہتر معاشرے اور وکست بھارت کی جانب رہنمائی کرتا رہے۔" ہر سال 2 اکتوبر کو مہاتما گاندھی کے یوم پیدائش کے موقع پر گاندھی جینتی منائی جاتی ہے۔ مہاتما گاندھی 1869 میں گجرات کے پور بندر میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ دن اقوام متحدہ کی جانب سے 2007 میں منظور کی گئی ایک قرارداد کے بعد عدم تشدد کے عالمی دن کے طور پر بھی منایا جاتا ہے، جس میں گاندھی کے عدم تشدد کے نظریے اور اس کی عالمی سطح پر جاری اہمیت کو تسلیم کیا گیا تھا۔ سچائی، عدم تشدد، سادگی اور سماجی ہم آہنگی کے گاندھی کے نظریات ملک بھر میں ان کی میراث کی یاد میں منعقد ہونے والی تقریبات کا اہم حصہ رہے ہیں۔

حرفِ آغاز

اللّٰہ

یارب تو ھی جھان کا اک کارساز ھے
خالق ھے کائنات کابندہ نوازھے

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

☆ وقت خام مصالحے کی مانند ہے اس سے جو چاہو بنالو۔ (امام غزالیؒ)
☆ سب سے بڑے دشمن تیرے برے دوست ہیں۔ (حضرت غوث الاعظمؒ)
☆ ظالموں کی موت پر ملول ہونا بھی ظلم میں شامل ہے۔ (امام غزالیؒ)
☆ دل ایک آئینہ ہے اگر وہ بدی سے پاک ہے تو اس میں خدا بھی نظر آسکتا ہے۔ (مولانا روم)
☆ بڑے گھروں میں عموماً چھوٹے اور چھوٹے گھروں میں بڑے لوگ رہتے ہیں۔ (رازی)
☆ جس قوم میں غدار پیدا ہونے لگیں اس قوم کے مضبوط قلعے بھی مٹی کے گھروندے ثابت ہوتے ہیں۔ (ٹیپو سلطان)
☆ اچھی کتاب سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ (محمود غزنوی)
☆ بچوں کی اصلاح مکتب میں اور عورت کی گھر میں ہے۔ (امام غزالی)

اللہ کی محبت

سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اس سے کر۔ پھر جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر آسمان والے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اس کے بعد زمین والوں کے دلوں میں وہ مقبول ہوجاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے دشمنی رکھتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں کا دشمن ہوں تو بھی اس کا دشمن ہو تو پھر وہ بھی اس کے دشمن ہوجاتے ہیں پھر آسمان والوں میں منادی کردیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے دشمنی رکھتا ہے تم بھی اس کو دشمن رکھو وہ بھی اس کے دشمن ہوجاتے ہیں اس کے بعد زمین والوں میں اس کی دشمنی جم جاتی ہے۔'' یعنی زمین میں بھی اللہ کے جو نیک بندے یا فرشتے ہیں وہ اس کے دشمن رہتے ہیں۔

بڑا آدمی کون۔؟

حضرت امام غزالیؒ کی مجلس میں بحث ہورہی تھی کہ
بڑا آدمی کون ہوتا ہے؟
کافی بحث کے بعد بھی کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا تھا۔ آخرکار بحث کو سمیٹتے ہوئے امام غزالیؒ نے فرمایا:
''میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بڑا آدمی کون ہوتا ہے، بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جسے زبان اور دل پر قابو ہو۔''

غصے کا سوراخ

ایک شخص غصے کا بہت تیز تھا۔۔۔۔!!
ایک عالم نے مشورہ دیا:
جب غصہ آئے تو جنگل جاکر درخت میں کیل ٹھوکنا۔ اس انے ایسا ہی کیا، آخر ایک دن اس کا غصہ ختم ہوگیا، اس نے عالم کو بتایا، عالم نے کہا: اب اس درخت سے یہ کیلیں نکال لو۔ آدمی نے کیلیں نکال لیں، لیکن درخت میں سوراخ ہوگئے۔ عالم نے کہا: یہ وہ سوارخ ہیں جو تم غصہ کی حالت میں لوگوں کے دلوں میں کرتے تھے۔۔۔۔۔۔!!!

علامہ اقبال کا جواب

کسی نے علامہ اقبال سے پوچھا۔ 'عقل کی انتہا کیا ہے۔۔؟؟''
جواب ملا۔۔۔۔''حیرت''۔۔۔
پھر پوچھا گیا۔۔۔''حیرت کی انتہا۔۔۔؟؟'' جواب ملا۔۔۔''عشق''
فرمایا۔۔۔''عشق لا انتہا ہے۔۔۔۔اس کی کوئی انتہا نہیں۔۔۔''
سوال کرنے والے نے کہا۔۔۔۔''لیکن آپ نے تو لکھا ہے۔۔۔
''تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں۔۔۔''
آپ نے مسکرا کر کہا۔'' دوسرے مصرے میں اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا ہے کہ۔۔۔''
''میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں۔۔۔''

[redacted] سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور پوچھا۔'' یا رسول اللہ ﷺ ڈر کس کا ہونا چاہئیے؟'' حضور اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''اس کا'' اور ساتھ ہی فرمایا کہ خوش کلامی جنت کی اور بدکلامی دوزخ کی نشاندہی کرتی ہے۔

غور کریں

ہر انسا کے اندر بہت سی خوبیاں پوشیدہ ہوتی ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ ہر شخص دوسرے سے کسی نہ کسی قدر مختلف ہوتا ہے۔ تاہم ہر ایک میں ایسی انفرادی خوبیاں ضرور ہوتی ہیں جو اس کی پہچان بن جاتی ہیں۔ ہر بچہ انفرادی صلاحیتوں کا مالک اور اپنے آپ میں خاص ہوتا ہے۔ بس اسے درست رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کی صلاحیتیں اور اس کے جوہر کھل کر سامنے آسکیں۔ بہت سے بچوں کی ڈرائنگ بہت اچھی ہوتی ہے، کوئی اسپورٹس کا شوقین ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ ایسا بچہ ریاضی یا سائنس کے مضامین میں بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرتا ہو لیکن آپ اپنے بچے کو اس کے رپورٹ کارڈ سے نہ جانچیں بلکہ اس کے اندر چھپی صلاحیتوں کو پہچانیں۔ کبھی اگر وہ مارکس کم لاتا ہے تو وجہ جانے بغیر اس پر سختی اور ڈانٹ نہ کریں بلکہ اس کا اصل مسئلہ جاننے کی کوشش کریں کہ کوئی مضمون اس کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس کی کیا وجہ ہے اس کے علاوہ دوسرے بہن بھائیوں یا کزنز سے اس کا موازنہ نہ کریں کیونکہ اس طرح وہ دل برداشتہ ہر کر پڑھائی میں مزید پیچھے چلا جائے گا۔ اس کی بجائے اس کی دلچسپیوں اور رجحان کو جاننے کی کوشش کریں۔ کیا ہوا اگر آپ کا بچہ کلاس میں ٹاپ نہیں کرتا۔ کیونکہ ضرورنہیں کہ ہر ذہین بچہ اپنی جماعت میں سب سے زیادہ مارکس لائے، لیکن آپ کے اس رجحان کے مطابق اس کی حوصلہ افزائی کریں اور کے اندر چھپے ٹیلنٹ کر پہچانیں۔ وہ آگے چل کر ایک کامیاب انسان ثابت ہوسکتا ہے۔

ایک منٹ میں صحت بہتر بنانے والے طریقے

وقت کتنی جلدی ہاتھ سے پھسل جاتا ہے اور انسان کو اپنی مصروفیات میں اپنی صحت پر توجہ دینے کا خیال تک نہیں آتا تاہم اچھی خبر یہ ہے کہ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق صرف ایک منٹ کی سخت ورزش ہی جسمانی حالت بہتر بنانے کے لیے کافی ہے۔ مگر اس سے بھی اچھی خبر یہ ہے کہ ایک منٹ یا 60 سیکنڈ سے کم وقت میں اپنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے ضروری نہیں کہ آپ سخت ورزش ہی کریں بلکہ چند دیگر طریقہ کار بھی آپ کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہوسکتے ہیں۔

گہری سانس لینا

اگر آپ تناؤ کا شکار ہیں تو ذہن و جسم کو آرام کا احساس دلانے والے اس طریقہ کار کو مت بھولیں یعنی گہری سانس۔ ایک یا دو گہری سانسیں لینے سے آپ کے دل کی دھڑکن کی رفتار کم ہوجاتی ہے اور ایسا کرنے سے بلڈ پریشر کی شرح کو نیچے لانے میں بھی مدد ملتی ہے، جبکہ جسم میں تناؤ کا باعث بننے والے ہارمونز بننے کی رفتار سست پڑجاتی ہے۔

کسی سے گلے ملنا

کسی پیارے سے گلے ملنے سے زیادہ اچھا اور کیا طریقہ کار ہوسکتا ہے کیونکہ یہ گرمجوش معانقہ ہمیں خوشی کے احساس سے بھر دیتا ہے اور جسم میں سکون کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں جبکہ اس کے جسمانی صحت پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں جیسے بلڈ پریشر اور دل کی دھڑکن کی رفتار کم ہوجانا وغیرہ۔

ہنسنا

ہنسی بہترین دوا ہے کیونکہ یہ نہ صرف جسم کو تناؤ سے نجات دلانے کا قدرتی ذریعہ ہے بلکہ اس سے دیگر طبی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جیسے اگر دل کی دھڑکن کی رفتار تیز ہوگئی ہو یا بلڈ پریشر آسمان کو چھو رہا ہو تو ایک منٹ تک ہنسنے سے ہی یہ معمول پر آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ یادداشت کو بھی بہتر بناتی ہے اور ہنسی کا عمل جسمانی سرگرمی بھی ہے یعنی کچھ کیلوریز بھی جلتی ہیں جس سے موٹاپے سے کسی حد تک تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

چاکلیٹ کا مزہ لینا

کوکا میں ایک قدرتی جز پایا جاتا ہے جو بلڈ پریشر کم کرنے، اچھے کولیسٹرول کی مقدار بڑھانے جبکہ خراب کولیسٹرول کی شرح گرانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور یہ دوران خون کو بھی بہتر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسے شواہد بھی سامنے آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ چاکلیٹ کا محدود مقدار میں استعمال ذیابیطس کو دور بھگاتا ہے اور جلد کی صحت کو برقرار رکھتا ہے۔

پُر امید رہنا

مشکل حالات میں بھی روشن رخ کو دیکھنا یا اس کی امید رکھنا صحت مند دل اور امراض کے خلاف طاقتور دفاعی نظام کا باعث بنتا ہے تو اگر کبھی آپ خود کو مشکل میں محسوس کریں تو ایک منٹ کے لیے ان خیالات کو ذہن سے نکال کر امید کے دامن کو تھام کر رکھیں۔

کمپیوٹر اسکرین سے نظر ہٹا لینا

اگر آپ ڈیسک جاب کرتے ہیں یا ٹیکنالوجی کے دیوانے ہیں تو آپ یقیناً اپنا زیادہ وقت کمپیوٹر اسکرینز کے سامنے گزارتے ہوں گے مگر جو وقت آپ اسکرین پر نظریں جماتے ہوئے گزارتے ہیں وہ ذہن کے لیے کافی تناؤ اور آنکھوں کے امراض کا باعث بنتا ہے تو ان حالات میں آپ کو ہر بیس منٹ بعد کمپیوٹر سے نظریں ہٹا کر خود سے بیس فٹ دور موجود کسی چیز کو محض بیس سیکنڈ تک دیکھنا چاہئے اور اس کا فائدہ آپ کو حیران کرکے رکھ دے گا۔

ہاتھوں کو دھونا

اس کام میں بمشکل ہی بیس سیکنڈ لگتے ہیں اور اس کی اہمیت کا آپ اندازہ تک نہیں کرسکتے۔ درحقیقت ہاتھوں کی مناسب صفائی لوگوں کے اندر ہیضے کا خطرہ 31 فیصد اور فلو و سرد موسم میں لاحق ہونے والے امراض کا امکان 21 فیصد تک کم کردیتی ہے۔

اپنے ناشتے میں دار چینی کا شامل کرنا

نمک یا چینی کی بجائے دارچینی کو ترجیح دینا موٹاپے سے بچاؤ کا انتہائی بہترین طریقہ ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ مصالحہ آپ کو ذیابیطس اور بلڈ پریشر سے بھی تحفظ دیتا ہے جبکہ کولیسٹرول بڑھنے کا خطرہ بھی کم ہوجاتا ہے۔

سن اسکرین کا استعمال

سورج کی شعاعیں جلدی امراض کا باعث بن سکتی ہیں اور ان سے بچنا اکثر مشکل ہی ہوتا ہے تاہم سن اسکرین کا استعمال آپ کو اس سے تحفظ دینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

کہنی کے بل زمین پر لیٹنا

روزانہ صرف ایک منٹ کے لیے اپنی دونوں کہنیاں زمین پر ٹکا کر پش اپ کے پوز میں رہنا کوئی مشکل کام نہیں اور یہ مشق آپ کے پیٹ کے عضلات کو مضبوط بناتی ہے اور کمر درد سے نجات ملتی

ہے جبکہ دیگر کئی امراض کے لیے مفید ہونے کے ساتھ یہ عام اوقات میں کمر کو سیدھا رکھ کر بیٹھنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

مسکراہٹ

یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ جو لوگ زیادہ ہنستے ہیں وہ عام طور پر خوش باش افراد ہوتے ہیں مگر جو لوگ کھل کر مسکراتے ہیں وہ طویل زندگی بھی پاتے ہیں کیونکہ وہ ذہنی تناؤ کا شکار بہت کم ہوتے ہیں اور اس کی وجہ مسکراہٹ ہے جو مشکل حالات میں بھی ذہن کو تناؤ یا مایوسی کا شکار نہیں ہونے دیتی اور چہرے پر مسکراہٹ لانے میں وقت ہی کتنا چاہیئے ہوتا ہے؟ ہے نا۔

غزل

ماہ جبین ناز۔۔۔۔مینا کماری

پُوچھتے ہو تو سنو کیسے بسر ہوتی ہے
رات خیرات کی، صدقے کی سحر ہوتی ہے
سانس بھرنے کو تو جینا نہیں کہتے یا رب !
دل ہی دُکھتا ہے نہ اب آستیں تر ہوتی ہے
جیسے جاگی ہُوئی آنکھوں میں چُبھیں کانچ کے خواب
رات اِس طرح دِوانوں کی بَسر ہوتی ہے
غم ہی دُشمن ہے مِرا، غم ہی کو دِل ڈھونڈتا ہے
ایک لمحے کی جُدائی بھی اگر ہوتی ہے
ایک مرکز کی تلاش، ایک بھٹکتی خوشبو
کبھی منزل کبھی تمہیدِ سفر ہوتی ہے

روحانی علاج

ہر دعا کے پورا ہونے کے لئے: جب بھی کسی مشکل یا مصیبت کے وقت چار نفل پڑھیں، پہلی رکعت میں 100 مرتبہ، دوسری رکعت میں 70 مرتبہ، تیسری رکعت میں 50 مرتبہ اور چوتھی رکعت میں 27 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنی ہے، اس کے بعد 300 دفعہ درود شریف اور 70 مرتبہ استغفار۔۔۔ انشاء اللہ جو بھی دعا مانگو گے قبول ہوگی، اور ہر مسئلہ کا حل نکلے گا۔

اولاد کی نافرمانی اور شرارت سے حفاظت: ۔ اولاد اگر نافرمان ہو تو گھر کا سارا انظام بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح نافرمانی کے ساتھ ساتھ شرارت بھی شامل ہوجائے تو ایسی اولاد والدین کے لیے عذاب بن جاتی ہے۔ ایسے بچے جب سوجائیں تو باوضو یہ آیت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر تین بار دائیں کان میں دم کریں اور اسی طرح تین بار پڑھ کر بائیں کان میں دم کریں۔ چند دن یہ عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ اولاد فرماں بردار اور نیک عادت بن جائے گی اور شرارت چھوڑ کر اچھے اچھے کام کرے گی۔ وہ آیت یہ ہے:۔

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ کَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴿آل عمران ۸۳﴾

کشادگی رزق برائے ادائیگی قرض: ایسا مقروض جس کے پاس ادائیگی قرض کیلئے رقم نہ ہو اور لینے والے بہت تنگ کرتے ہوں تو اسے چاہیے کہ بعد نماز جمعہ چند افراد اکٹھے کرے۔ اگر گھر والے ہوں تو زیادہ مناسب ہے اور پہلے گیارہ مرتبہ استغفار پڑھیں۔ اس کے بعد یَا وَھَّابُ یَا رَزَّاقُ 41700 مرتبہ پڑھیں اس طرح تین جمعے تک یہ عمل کریں۔ اس کے بعد اگلے روز سے مقروض کو چاہیے کہ اس وظیفہ کو گیارہ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے اور اکتالیس دن تک پڑھتا رہے۔ اس کے بعد تین دن یہ وظیفہ نہ پڑھے اس میں استغفار ایک سو گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھے۔ تین دن کے بعد پھر پہلے وظیفہ کو گیارہ ہزار مرتبہ روزانہ 41 دن تک پڑھے۔ انشاء اللہ مسئلہ حل ہوجائے گا۔ اگر کوئی صورت پیدا نہ ہو تو اسی عمل کو دوبارہ کرے۔ انشاء اللہ پروردگار ایسی جگہ سے مالی مدد فرمائے گا کہ وہ سوچ بھی نہ سکتا ہوگا۔

قیامت کے دن

قیامت کے دن یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ نبی کریم ﷺ نور تھے یا بشر۔۔؟ بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے ان کی اطاعت کی یا نہیں؟؟
یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاتھ سینے پر باندھے تھے یا ناف پر؟
بروز قیامت پوچھا جائے گا کہ تم نماز ادا کرتے تھے یا نہیں؟
یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہارے عمامہ کا رنگ سبز تھا یا سفید؟
سوال یہ ہوگا کہ تم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کس حد تک پورا کئے؟
یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ۔۔۔قبر والے سنتے ہیں یا نہیں، پوچھا یہ جائے گا کہ تم نے خدا کو واحدہ لاشریک مانا یا اس کے ساتھ شریک کیا؟
یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہارا مکان دس مرلے کا تھا یا ایک کنال کا؟
پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارا پڑوسی بھوکا سوتا تھا یا پیٹ بھر کر؟

معلومات کا خزانہ

☆۔۔۔۔ایران کا قومی پھل انار اور قومی ڈش چلو کباب ہے۔
☆۔۔۔۔دنیا میں سب سے زیادہ بکنے والی چیز سگریٹ ہے۔
☆۔۔۔۔انسانی پیر کے تلوے میں پانچ ہڈیاں ہوتی ہیں۔
☆۔۔کبوتر اور فاختہ دنیا میں امن کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔
☆۔۔۔۔سادہ اور نمکین پانی میں پہلے سادہ پانی منجمد ہوگا۔
☆۔۔کیمرے کی مدد سے دنیا کی پہلی تصویر ۱۸۲۹ء میں لی گئی۔
☆۔۔سیارہ زہرہ کے دن سب سے طویل اور چمکدار ہوتے ہیں۔
☆۔۔۔۔مگر مچھ اپنی زبان باہر نہیں نکال سکتا۔
☆۔۔۔۔تتلیاں ذائقہ اپنے پاؤں سے محسوس کرتی ہیں۔
☆۔۔شتر مرغ کی آنکھیں اس کے دماغ سے بڑی ہوتی ہیں۔
☆۔۔۔۔صحرائے گوبی دنیا کا سب سے ٹھنڈا ریگستان ہے۔
☆۔۔دنیا کی سب سے بڑی جہازی نہر کا نام ''نہر سوئز'' ہے۔
☆۔۔۔۔سب سے زیادہ پہاڑ سوئٹزر لینڈ میں ہیں۔
☆۔۔۔۔دنیا کی سب سے گہری جھیل کا نام بیکال ہے۔
☆۔۔یورپ کے سب سے بڑے پہاڑ کا نام ماؤنٹ بلانک ہے۔
☆۔۔۔۔علامہ شیخ سعدی شیرازی کا مقبر شیراز میں ہے۔
☆۔۔۔۔وادی نیل کشمیر میں ہے۔

نام کے ''پہلے لفظ'' سے شخصیت پر پڑنے والے اثرات

انگریزی حروف تہجی کے مطابق اپنے نام کے پہلے حرف سے اپنی شخصیت کا جائزہ لے سکتے ہیں، فوٹو: فائل

معروف مصنف شیکسپیئر کا کہنا تھا کہ نام میں کیا ہے، نام دراصل انسان کی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے اور اس کی شخصیت اور انفرادیت کا عکاس ہوتا ہے اسی لیے لوگ بہت سوچ بچار کے بعد اپنے بچوں کے نام تجویز کرتے ہیں اور پھر اس نام کے مطابق شخصیت میں صلاحتیں اور قابلیت تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بہت سے لوگوں کے نزدیک نام کا پہلا لفظ بہت اہمیت رکھتا ہے اسی سے متعلق ایک دلچسپ تحقیق کی گئی ہے جس میں آپ انگریزی حروف تہجی کے مطابق اپنے نام کے پہلے حرف سے اپنی شخصیت کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

(A) لوگوں کے ناموں کی بڑی تعداد ''A'' سے شروع ہوتی ہیں اور ماہرین کے تجزیئے کے مطابق ایسے افراد بہت پر اعتماد، قائدانہ صلاحیتوں کے مالک اور ہر لمحے ایڈوینچر کی تلاش میں رہتے ہیں جب کہ اس حرف کے نام والے افراد آزاد پسند زندگی کے ہر معاملے میں زبردست دلچسپی لیتے ہیں۔

(B) جن لوگوں کے نام ''B'' سے شروع ہوتے ہیں وہ عام طور پر جذباتی، مہربان، تحائف لینے میں خوش اور اپنے پیاروں سے بے انتہا محبت کرتے ہیں جب کہ ایسے لوگ اپنے جیون ساتھی سے بہت محبت کرتے ہیں اور ان سے بھی ایسی ہی محبت کا تقاضا کرتے ہیں۔

(C) یہ حرف باصلاحیت، وراسٹائل اور انفرادی صلاحیتوں سے بھرپور لوگوں کی علامت ہے جب کہ ایسے لوگ سادہ اور اپنی دولت کے بارے میں بہت محتاط ہوتے ہیں جب کہ عام طور پر یہ لوگ اپنے جیون ساتھی سے بہت محبت کرتے ہیں اور سماجی زندگی کو پسند کرنے والے ہوتے ہیں۔

(D) اس حرف سے شروع ہونے والے نام کے لوگوں میں کچھ کرگزرنے کا جذبہ، کاروباری صلاحیت اور تحکمانہ طرز زندگی کا عنصر واضح ہوتا ہے، یہ لوگ قابل اعتماد، صفائی پسند اور دوسروں کے کام آنے والے ہوتے ہیں جب کہ اپنی کامیابی کے لیے نہ صرف ہر حد سے گزرتے ہیں بلکہ منزل کے حصول تک خوش نہیں ہوتے۔

(E) اس حرف سے شروع ہونے والے نام کے لوگ دوسروں کو قائل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور وہ شرافت اور آزادی سے محبت کرتے ہیں جب کہ یہ لوگ پرکشش شخصیت اور دوسروں کو دوست بنانے کی صلاحیت تو رکھتے ہیں تاہم قابل اعتماد دوست ثابت نہیں ہوتے۔

(F) جن لوگوں کا نام ''F'' سے شروع ہوتا ہے وہ اچھے منصوبہ ساز اور وفادار ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں تاہم ایسے لوگ ہر معاملے میں حد سے زیادہ مثبت رویہ رکھتے ہیں۔

(G) ایسے نام والے لوگ بامقصد زندگی گزارنے پر یقین رکھتے ہیں اسی لیے تاریخ اور مذہب سے لگاؤ، کتابیں پڑھنا اور سفر کرنا انہیں بہت پسند ہے جب کہ ایسے لوگ ایک خاص سمت پر زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں اور لوگوں کی نصیحت اور مداخلت کو پسند نہیں کرتے۔

(H) اس حرف سے شروع ہونے والے نام کے لوگ قدرتی طور پر دولت بنانے کی صلاحیت رکھنے کے ساتھ ساتھ بہت تخلیقی صلاحیتیں رکھتے ہیں جب کہ یہ لوگ خود اعتماد اور لوگوں پر حکم چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(I) ایسے لوگ اپنے ہر حق کے لیے ڈٹ جاتے ہیں جب کہ یہ انتہائی نفیس اور باوقار طرز زندگی پر یقین رکھتے ہیں اس کے علاوہ ایسے لوگ فیشن اور دیگر تخلیقی شعبوں میں شاندار کیرئیر کے مالک ہوتے ہیں۔

(J) یہ حرف بے رحم جذبوں کا عکاس ہے اور ایسے لوگ اپنی خواہش کے حصول کے لیے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے جب کہ ایسے لوگ ایسے جیون ساتھی کے متلاشی ہوتے ہیں جو ان کے برابر یا برتر صلاحیتوں کا مالک ہوں۔

(K) ایسے لوگ شرمیلے اور رازوں کے امین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی جذباتی ہوتے ہیں جب کہ یہ لوگ زندگی کو بامقصد بنانا چاہتے ہیں اس کے علاوہ اس طرح کے لوگ اپنی ذات پر یقین اور معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے عادی ہوتے ہیں اور اپنے پیاروں کے ساتھ انتہائی جذباتی لگاؤ رکھتے ہیں۔

(L) اس حرف سے شروع ہونے والے نام کے لوگ توانائی سے بھرپور اور کرشاتی شخصیت کے مالک ہوتے ہیں تاہم یہ لوگ اکثر اپنی وفاداری تبدیل کرتے ہیں اور کسی ایک سے محبت گہری محبت نہیں کرتے لیکن تابناک مستقبل کے مالک ہوتے ہیں۔

(M) اگر آپ کا نام اس حرف سے شروع ہوتا ہے تو آپ ذہین، جرات مند اور سخت محنت کے عادی ہیں تاہم ایک اچھا وفادار دوست آپ کی زندگی میں نہیں آسکتا لیکن آپ ایک اچھے ساتھی اور ناصح ثابت ہوتے ہیں۔

(N) اس طرح کے لوگوں میں لکھنے اور آرٹ کی بہترین صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں جب کہ یہ مطالعہ کرنے والے ہوتے ہیں اور بے قرار بھی رہتے ہیں اس لیے بیشتر لوگ ایسے لوگوں سے دور رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ پرفیکٹ کی تلاش میں رہتے ہیں اور اپنے جیون ساتھی پر کڑی تنقید کرتے ہیں۔

(O) ایسے لوگ تعلیم اور ذہانت کو ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں اس لیے یہ ایک اچھے استاد اور لکھاری ہوتے ہیں جب کہ یہ لوگ حسن اخلاق کے مالک اور حق کے لیے ڈٹ جانے والے ہوتے ہیں اس لیے یہی خوبیاں وپ اپنے ساتھی میں بھی تلاش کرتے ہیں۔

(P) یہ لوگ روشن سوچ اور تخلیقی صلاحیتوں کے ساتھ دیگر صلاحیتوں کے بھی مالک ہوتے ہیں جب کہ یہ لوگ باتونی ہونے کی وجہ سے مزاحیہ حس بھی رکھتے ہیں اور ہمیشہ ایک اچھے چہرے والے ساتھی کے متلاشی رہتے ہیں۔

(Q) ایسے لوگ اچھے مصنف اور خطیب ہوتے ہیں جب کہ کچھ ڈرامہ نویس، جادوگر اور اداکار ہوتے ہیں اس کے علاوہ یہ لوگ منفرد شخصیت کے مالک ہوتے ہیں اور رسم زمانہ کو نقل نہیں کرتے بلکہ اپنے منفرد انداز اختیار کرتے ہیں۔

(R) ایسے لوگ وفادار، ہمدرد اور محبت کرنے والے انسان ہوتے ہیں ہیں اور اچھی بات یہ ہے کہ وہ چیلنجز کا سامنا کرنے سے نہیں گھبراتے جب کہ پرامن زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ ذہین ساتھی کو بھی اپناتے ہیں۔

(S) یہ حرف جنسی کشش اور کرشاتی صلاحیتوں کی علامت ہے اسی لیے یہ لوگ گلیمر اور لوگوں کے لیے پرکشش بننے کو پسند کرتے ہیں جب کہ یہ مشکل کام اور آئیڈیاز شروع کرتے ہیں جن کی کامیابی کے لیے سخت محنت درکار ہوتی ہے تاہم ایسے لوگ مخلص اور خوابوں کی دنیا میں رہنے والے لوگوں میں سے ہیں لیکن کبھی کسی کی محبت میں گرفتار نہیں ہوتے۔

(T) ایسے لوگ خود کو اتنا مصروف رکھتے ہیں کہ معاشرتی تعلقات قائم نہیں رکھ سکتے اسی لیے یہ لوگ اپنے مستقبل پر توجہ رکھتے ہیں اور اگر کوئی کام توقع کے مطابق نہ ہو تو اپ سیٹ ہوجاتے ہیں تاہم زندگی میں ترقی کی جانب گامزن رہتے ہیں۔

(U) یہ لوگ بہترین انفرادی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ عظیم آرٹسٹ اور مصنف ہوتے ہیں تاہم ایسے لوگ غیر معمولی طور پر بے ترتیبی اور اپنی بوکھلاہٹ کی وجہ سے مشہور ہوتے ہیں اسی لیے دوسروں کے ساتھ ان کا گزارا کافی مشکل ہوتا ہے۔

(V) ایسے لوگ محنتی اور عملی باتوں پر یقین رکھتے ہیں جب کہ یہ وفادار، محبت کرنے والے اور انتہائی نرم دل کے مالک ہوتے ہیں جب کہ ایسے لوگ زندگی میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے بہت کچھ حاصل کرلیتے ہیں تاہم جس سے محبت کرتے ہیں اس پر حاوی رہنا چاہتے ہیں۔

(W) اگر آپ کا نام اس حرف سے شروع ہوتا ہے تو آپ کرشاتی شخصیت کے حامل، فیشن ایبل، ہمدرد اور انتہائی محبت کرنے والے ہیں جب کہ آپ لوگوں کے راز کو سینے سے لگا کر رکھتے ہیں اس لیے انتہائی قابل اعتماد ہیں۔

(X) ایسے لوگ پرسکون، قیادت کرنے والے اور کسی ایک مقصد پر رکنے والے نہیں ہوتے بلکہ زندگی میں آسائش اور خوشی کے متلاشی رہتے ہیں جب کہ مخالف جنس سے فلرٹ کرنے کے ماہر ہوتے ہیں۔

(Y) یہ حرف آزادی اور خود پر اعتماد کی علامت ہے ایسے لوگ کاروبار میں خطرات سے نہیں گھبراتے اور ترقی پسند ہوتے ہیں اسی لیے دوسروں ان کی شخصیت سے متاثر ہوجاتے ہیں۔

(Z) ایسے لوگ عام لوگوں میں رہنا پسند نہیں کرتے اور اگر لوگوں کے درمیان آجائیں تو فوری انہیں تحفظ درکار ہوتا ہے تاہم ایسے لوگ بہترین مشیر ہوتے ہیں کیونکہ یہ دوسرے لوگوں کی شخصیت کو اچھی طرح جان لیتے ہیں۔

حرفِ آخر

مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔

فلسطین اور عرب حکمراں: اسے دوستی کا نام دیں گے یا دغا کا؟

پروفیسر ایاز احمد اصلاحی

فلسطین کے تعلق سے اپریل 2025 کی تازہ خبروں میں ایک خبر کینیڈا سے تعلق رکھتی ہے تو دوسری کا تعلق متحدہ عرب امارات یعنی یو اے ای سے ہے۔ ان دو مختلف اور باہم متضاد خبروں پر تبصرہ و تجزیہ کے بعد میں آپ سے ضرور یہ پوچھنا چاہوں گا: کیا آپ یقین کر سکتے ہیں؟

پہلی خبر

کینیڈا نے جو کہ امریکہ کا ایک اتحادی ہے، اسرائیل کے ہاتھوں ہو رہی غزہ میں فلسطینیوں کی نسل کشی کی وجہ سے اسرائیل کے خلاف اسلحہ کی پابندیاں عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

دوسری خبر

ایک عرب ریاست (متحدہ عرب امارات یعنی یو اے ای) نے کھلے عام اور بعض دیگر عرب ریاستیں خفیہ طور سے غزہ میں آباد تمام فلسطینی شہریوں کے قتل عام اور جبری انخلا کی شکل میں ان کی مکمل نسلی کشی اور نسلی صفایا کے امریکی اسرائیلی شیطانی منصوبہ کی حمایت کی ہے۔

کینیڈا کا ردعمل

غزہ اور مغربی کنارے کے فلسطینی علاقوں میں اسرائیل کے ہاتھوں جاری فلسطینیوں کی نسل کشی اس وقت عالمی غصہ اور تشویش کی علامت بن چکی ہے۔ اس کے خلاف عالمی رائے عامہ کو جگانے کے لیے مسلسل احتجاج کرنے والوں کے لیے کینیڈا کے وزیر اعظم کارنے کا ردعمل اس وقت ایک توانا آواز بن کر سامنے آیا جب مظاہرین نے ان سے چیختے ہوئے پوچھا: "مسٹر کارنے، فلسطین میں نسل کشی ہو رہی ہے۔" (یعنی وہ پوچھنا چاہ رہے تھے کہ کیا آپ اس نسل کشی سے آگاہ ہیں؟)

پھر کینیڈیائی وزیر اعظم مسٹر کارنے نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہا: "شکریہ...... (ہاں ہاں) میں جانتا ہوں (یہ غزہ میں فلسطینیوں کا نسلی صفایا ہو رہا ہے)۔ اسی وجہ سے ہم نے (اسرائیل کے خلاف) ہتھیاروں کی پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے"۔

عرب حکومت کا ردعمل

اب ملاحظہ فرمائیں فلسطینی غزہ کی مکمل تباہی اور وہاں کے سارے فلسطینیوں کے نسلی صفائے کے سوال کے تعلق سے ایک عرب خاندان، آل نہیان کی حکومت کے ایک سربراہ کا ردعمل۔ ایک ایسا ردعمل جس سے فلسطینی مسلمانوں پر ہولناک اسرائیلی مظالم پر تشویش میں مبتلا غیر مسلم دنیا بھی مایوس حیرت اور مایوسی میں گرفتار ہے۔

ٹرمپ منصوبہ میں اپنوں کا بھی منشا؟

غزہ میں اہل فلسطین کے مکمل خاتمہ یعنی انہیں وہاں سے پوری طرح نیست و نابود کرنے، یعنی ان کی مکمل نسل کشی کے صہیونی منصوبے کا حالیہ نام "ٹرمپ منصوبہ" ہے۔ اس خطرناک شیطانی منصوبہ کے بارے میں، جسے اہل فلسطین کے ساتھ مکمل یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، دنیا کے تمام غیرت مند مسلمانوں اور عالمی برادری نے پہلے ہی رد کر دیا ہے، کے بارے میں ایک عرب ریاست، متحدہ عرب امارات نے کینیڈا کے بالکل برخلاف موقف اپنایا ہے۔ اس عرب حکومت کے کھلے چھپے بیانیوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دبئی بھی امریکہ کی ٹرمپ حکومت کی طرح غزہ میں فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی نسل کشی کا حامی اور ہمنوا ہے۔ یاد رہے 2020 میں بھی ٹرمپ کا مشرق وسطی امن منصوبہ یا "صدی کا معاہدہ" (Deal of the Century) دراصل فلسطینیوں کی ایسی ہی نسل کشی پر مبنی تھا جس پر اس وقت اسرائیل غرب اردن سے غزہ تک عمل پیرا ہے اور اس وقت بھی مشرق وسطی کے یہ عرب حکمراں پس پردہ اس کی حامی تھے جو اس وقت فلسطین مخالف "ٹرمپ پلان" کے حامی نظر آ رہے ہیں۔ خصوصا یو اے ای کی موجودہ فلسطین دشمن حکومت کا اسے پورا سپورٹ حاصل تھا۔ خود اکتوبر 2020 میں امارات اور بحرین کے توسط سے لایا گیا نام نہاد "ابراہیمی معاہدہ" (Abraham Accords) بھی کچھ اسی قسم کے پس منظر کا حامل تھا۔

سفارتی ذرائع سے کچھ دنوں پہلے یہ بات سامنے آئی ہے کہ متحدہ عرب امارات امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے نسلی تطہیر اور غزہ میں فلسطینیوں کی زبردستی نقل مکانی کے منصوبے کی حمایت کرتا ہے، اپنے اس صہیونیت نواز برتاؤ سے انھیں یہ امید ہے کہ ایک طرف وہ یہ سب کر کے امریکہ کے معتبر دوستوں کی فہرست میں شامل رہیں گے تو دوسری طرف اس سے فلسطینی مزاحمتی تحریک کا بھی مکمل خاتمہ ہو جائے گا جس کے دور رس اثرات ان کے ظالمانہ اقتدار کے لیے بھی کبھی خطرہ بن سکتے ہیں۔ تو کیا سچ میں فلسطین اور فلسطینیوں کے خاتمے کے ایجنڈے پر مبنی ٹرمپ-زایونسٹ منصوبہ بعض عرب حکمرانوں کے منشا کا بھی ترجمان ہے؟ اس سوال کے ایک بڑے حصے کا جواب غزہ پر حالیہ اسرائیلی حملے کے دوران ہمیں مل چکا ہے اور باقی حصے کا جواب بھی بہت جلد مل جائے گا۔

فلسطینیوں کی نسل کشی کا حامی اماراتی سفیر

فلسطینیوں کی نسلی تطہیر یا ان کی نسل کشی کے صہیونی امریکی منصوبے کو پورا کرنے کے لیے متحدہ عرب امارات اتنا آگے نکل چکا ہے کہ اس کا تصور بھی اذیت ناک ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ امریکا میں اس عرب ریاست کے طاقتور اسرائیل نواز سفیر، یوسف العتیبہ، امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی انتظامیہ اور امریکی قانون سازوں کے وسیلے سے عرب ممالک پر دباؤ ڈالنے کے لیے کھلے عام لابیئنگ کر رہے ہیں۔ اس صہیونی سازش کا مقصد ہے کہ وہ ٹرمپ انتظامیہ کو اس بات کے لیے آمادہ کریں کہ وہ عرب حکومتوں کے توسط سے اس منصوبے کو آگے بڑھائے یہاں تک کہ عرب ریاستیں فلسطین کی حمایت چھوڑ کر فلسطینیوں کی نسلی تطہیر اور فلسطینیوں کو مقبوضہ فلسطینی علاقوں سے زبردستی بے دخل کرنے کے منصوبے کو قبول کر لیں۔ (ذرائع کے مطابق ایک امریکی اہلکار اور ایک مصری منتظم نے اس معاملے کی اطلاع دی ہے۔) عطیبہ کا یہ بیان اس سے پہلے امریکہ میں ریکارڈ میں آ چکا ہے کہ "انہیں اس سال کے شروع میں ٹرمپ کے فلسطینیوں کو غزہ سے باہر زبردستی بھیجنے اور انہیں یہاں سے جبرا بے دخل کرنے کے منصوبے کا کوئی "متبادل" نظر نہیں آیا۔

ایک آسان سا سوال؟

اب میرا ایک آسان سا سوال یہ ہے کہ اس وقت انسانیت کے قتل کا سب سے بڑا مجرم کون ہے، اسرائیل یا متحدہ عرب امارات؟ وہ جو فلسطینیوں کی نسل کشی اور قتل عام کا ارتکاب کر رہا ہے، یا پھر وہ جو امریکہ و اسرائیل کے ساتھ سازشیں کر کے یہ مہم چلا رہا ہے کہ عرب دنیا فلسطینیوں کی موجودہ نسل کشی اور غزہ و غرب اردن سے ان کے جبری انخلا کے ظالمانہ منصوبے کو بخوشی قبول کر لے۔ ظاہر ہے دوسرے مجرم کا یہ جرم درحقیقت انسانیت اور مظلوم فلسطینیوں کے خلاف صہیونی مجرموں اور غاصبوں کے مظالم سے بھی زیادہ مہلک ہے، کیونکہ منافقت اور خیانت ہمیشہ دشمن کے حملے سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے یا اسے یوں کہیں کہ دوستی کے پردے میں دغا کھلے دشمنوں کی دشمنی سے کہیں زیادہ گہرے زخم لگاتی ہے۔

کیا ایسے بہت سارے ثبوتوں کے بعد بھی ہمیں اس بات کا مزید ثبوت چاہیے کہ موجودہ عرب حکومتیں، خصوصا سعودی عربیہ اور عرب امارات، اپنی حکومتی مصلحتوں کے لیے صہیونی قوتوں سے در پردہ فلسطین اور بیت المقدس کا سودا کر چکی ہیں؟ ظاہر ہے جو لوگ بھی فلسطینی کاز سے واقف ہیں وہ ان حرکتوں کو فلسطین دوستی تو کبھی نہیں مان سکتے۔ بلکہ ان عرب حکمرانوں کی حالیہ برسوں کی مجموعی کارستانیوں کو وسیع تناظر میں دیکھا جائے اور ان کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو اہل فلسطین ہی نہیں بلکہ شاید اہل اسلام کے معاملات میں بھی ان کے اخلاص پر بھروسہ کرنا مشکل ہو جائے۔

یہ عرب فلسطین کی حمایت سے کیوں گریزاں ہیں؟

یہ عرب ریاستیں آخر فلسطینی کاز کی حمایت سے اس قدر کیوں گھبراتی ہیں اور ان کے حکمراں مظلوم فلسطینیوں کی حمایت سے کیوں کتراتے ہیں؟ جارجیو کیفیرو نے 20 مئی 2024 کو نیوز پورٹل آر ایس میں شائع ہونے والے اپنے ایک تجزیے "عرب رہنما غزہ میں فلسطینیوں کی مدد کیوں نہیں کر رہے ہیں؟" میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور ان کے خوف کی اصل بنیادوں پر سے پردہ اٹھایا ہے۔

اس نے یہ تجزیہ ایک ایسے وقت میں لکھا ہے جب اسرائیل غزہ میں فلسطینیوں کے قتل عام میں درندگی کی ہر حد پار کر چکا ہے۔ پچاس ہزار سے زائد فلسطینی اسرائیلی بمباری سے شہید اور اس سے کئی گنا زخمی ہو چکے ہیں، اس وقت پورا غزہ کھنڈرات میں بدل چکا ہے۔ یہ اسی غزہ کے حوالے سے عرب حکمرانوں کے رویے پر سوال کھڑا کیا گیا جس کی اکثریت اس وقت بے گھر اور بے در ہو کر پناہ گاہوں کی تلاش میں بے یار و مددگار بھٹک رہی ہے اور جہاں ایک تازہ رپورٹ کے مطابق کم سے کم 20 لاکھ فلسطینیوں کے پاس خوراک اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور وہ بھوکوں مر رہے ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ اس وقت جب کہ اہل فلسطین عرب اسلامی دنیا کی توجہ کے سخت محتاج ہیں عرب کی مطلق العنان حکومتیں فلسطینیوں کی حمایت میں آگے آنے کی بجائے اپنے ملکوں میں فلسطین حامی عوامی مظاہروں اور اس کی حمایت میں اٹھنے والی آوازوں کو پوری شدت سے کچلنے میں لگی ہیں۔ سعودی عربیہ، مصر اور عرب امارات جیسی چند عرب ریاستوں کی طرف سے اپنے ملکوں میں فلسطین کے حامیوں کی گرفتاری اور اس مسئلے پر کسی طرح بھی لب کشائی کرنے پر پابندی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان فلسطین حامی عناصر پر عرب حکومتوں کی پولس اور انتظامیہ کو سخت نظر رکھنے کی ہدایت ہے اور وقتاً فوقتاً پولس اور خفیہ کارندوں کی طرف سے ایسے فلسطین حامیوں پر چڑھائی (کریک ڈاؤن) بھی ان ملکوں میں آج کل معمول کی بات بن گئی ہے۔

عرب حکمراں اور فلسطین مخالف نفسیات کی بنیاد

فلسطین کے تعلق سے عربوں کے اس اسرائیل نواز رویے کے پیچھے کارفرما اصل نفسیات اور اس کی وجوہات کے تعلق سے کولمبیا یونیورسٹی کی پروفیسر" مرینا کیلکولی، کا یہ ماننا صحیح ہے کہ "زیادہ تر عرب ریاستیں عام طور پر عوامی مظاہروں سے الرجک ہوتی ہیں" وہ کولمبیا یونیورسٹی کے شعبہ مشرق وسطی، جنوبی ایشیائی اور افریقی مطالعات میں ریسرچ فیلو ہیں، آر ایس کے ساتھ ایک انٹرویو میں انھوں نے کہا۔ فلسطین کے ساتھ عربوں کے اس ناقابل فہم رویہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ "انہیں خدشہ ہے کہ عوامی حلقوں کو منھ کھولنے اور فلسطینیوں کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کرنے کی اجازت دینے سے دوسرے شعبوں میں بھی حکومت اور ان کی پالیسیوں کے خلاف مظاہروں کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے"۔

فلسطین کے تعلق سے عربوں کے اس اسرائیل نواز رویے کے پیچھے کارفرما اصل نفسیات اور اس کی اصل وجوہات کے تعلق سے جارج ٹاؤن، امریکہ، شعبہ امور خارجہ سے ملحق "الولید سنٹر برائے مسلم-عیسائی مفاہمت" کے ڈائرکٹر نادر ہاشمی ان بے حس عرب ریاستوں کے اندر موجود اس خوف کو اس خطرے سے جوڑتے ہیں جو انھیں اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہر موثر تحریکیت، اجتماعات اور عوامی مظاہروں میں دکھائی دینے لگتا ہے۔

یہ کیوں ڈرتے ہیں فلسطینیوں کی حمایت سے؟

امارات اور سعودی عربیہ جیسی عرب حکومتوں کی نفسیات میں امریکہ و اسرائیل کے ساتھ ان کے تہ بہ تہ تعلقات کے علاوہ اس ڈر کے پیچھے جس عنصر کا سب سے بڑا دخل ہے وہ انصاف، عزت نفس، اور آزادی کی کسی بھی ایسی تحریک سے ان کی گھبراہٹ ہے جو عموما انقلابی جدوجہد اور گہرے عوامی اثرات کی حامل ہوتی ہے اور جو ہمیشہ ظلم و ناانصافی کے خلاف جدوجہد پر یقین رکھتی ہے۔ ظاہر ہے آزادی فلسطین کی طویل تحریک کے بنیادی عناصر ترکیبی میں یہ محرکات غالب ہیں۔ اور اسی خوف کی بنا پر یہ عرب حکمراں سیاسی اسٹیبلیٹی کے نام پر فلسطینی کاز سے اپنی ہر بے وفائی و بے اعتنائی کو صحیح سمجھتے ہیں۔

نادر ہاشمی نے عرب تاناشاہوں کے دل و دماغ کو برسوں سے کنٹرول کرنے والی اس نفسیات کے تانے بانے کو بڑی خوبصورتی سے یہ کہتے ہوئے سمجھایا ہے۔ "فلسطین کا سوال دراصل ناانصافی کا سوال ہے اور پھر یہیں سے ناانصافی کے اس سوال کو عرب عوام تلاش انصاف کی ایک بین الاقوامی علامت کے طور سے تعبیر کرتے ہیں جس میں عرب دنیا کی ان مطلق العنان و آمرانہ حکومتوں پر تنقید بھی شامل ہے جو تاریخی طور سے غیر منصفانہ ہیں۔"

اس تعلق سے آخر میں یہاں ایک اور اہم پہلو کی نشاندہی مناسب لگتی ہے۔ اس وقت جیسا کہ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ نمایاں عرب ملکوں کے حکمراں آزادی فلسطین کے کاز سے نہ صرف گریزاں ہیں بلکہ وہ دشمن ان فلسطین کے ہم نوا بھی ہوتے جا رہے ہیں اور اپنے عوام کو یہ سمجھانے میں بھی لگے ہیں کہ موجودہ حالات میں اسرائیل (بلکہ عظیم تر اسرائیل) کے لیے فلسطین کو قربان کر دینا اس سرزمین کو جبری انخلا یا قتل عام کی شکل میں فلسطینیوں سے خالی ہوتے دیکھنا نہ صرف وقت اور مصلحت کا تقاضا ہے بلکہ اس کو قبول کر لینے میں ہی خود ان کی اپنی ریاستوں کا تحفظ بھی مضمر ہے۔

میرے نزدیک ان کے اندر جاگزیں اپنی بادشاہتوں کے خاتمے کا یہ خوف اور یہ ڈرتی ڈراتی نفسیات جو حالیہ دنوں میں فلسطین ہی نہیں پورے عالم اسلام کے لیے سب سے خطرناک اور تباہ کن دشمن ثابت ہو رہی ہے یہ بھی ان غافل عرب حکمرانوں کی اپنی سوچ یا ان کے اپنے سیاسی فکر و فلسفہ کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ حواس باختہ کرنے والی یہ نفسیات بھی اس خواب آور زہریلے انجکشن کی پیداوار ہے جو دشمن ان کے وجود میں طاقت بخش انجکشن کے نام پر برسوں سے لگاتا آ رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں ان میں اتنی صلاحیت اور ذہنی قوت ہی نہیں بچی ہے ہے کہ وہ یہ سوچ سکیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عالم اسلام کے تحفظ و بقا اور اس کی وحدت و سالمیت کو نگلنے والے اس فرضی خطرے کا یہ پورا خمیر بھی ان کی اپنی تحقیق و تفتیش کی دریافت نہیں ہے بلکہ یہ بھی ان امریکی و اسرائیلی خفیہ ایجنسیوں کا ہی کارنامہ ہے جو آج فلسطینیوں کی مکمل نسل کشی اور فلسطین کے خاتمہ کی اپنی خطرناک مہم کو عرب اسرائیل تعلقات کی استواری اور مشرق وسطی میں دیرپا امن کی بحالی کا لازمی تقاضا بنا کر پیش کر رہی ہیں۔

یہ ان خفیہ صہیونی ہاتھوں کا کمال ہے جو ایک طرف امت مسلمہ کو اپنے بغض و عناد اور دیرینہ نفرت و انتقام کی آگ سے جھلسا رہے ہیں تو دوسری طرف ان عرب حکومتوں کی فصیلوں کی رکھوالی کا ایسا مضبوط ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ ان کے سمجھائے اور سجھائے ہوئے فرضی خطرات کو ہی یہ عرب شاہ اور شہزادے اپنی حکومتوں کے لیے سب سے بڑا خطرہ مانتے ہیں اور انھیں کی فراہم کی ہوئی فہرست کی مدد سے وہ اپنے دوست اور دشمن طے کرتے ہیں۔

اس نفسیات نے انھیں اپنے اور عالم اسلام کے وسیع مفادات کے بارے میں آزادانہ غور و فکر کرنے کے لائق ہی نہیں چھوڑا ہے۔ صہیونی ایجنٹوں کے ساتھ برسوں کے خفیہ تعلقات کی وجہ سے دشمن ان انسانیت، دشمن ان فلسطین اور القدس کے غاصبوں پر ان کا اعتماد اتنا پختہ کر دیا گیا ہے کہ القدس پر اسرائیلی قبضے اور غزہ کے لاکھوں فلسطینیوں کی نسل کشی اور نسلی صفایا میں بھی انھیں اپنے اور عرب دنیا کے لیے خیر ہی نظر آتا ہے۔ ایک برملا حقیقت پر مبنی اس تجزیے کا خلاصہ یا فلسطین کے لیے سب سے بڑا خطرہ بنی حکام عرب کی اس خوف زدہ نفسیات کے علاج کا شافی نسخہ یہی ہے کہ ہم یہ بنا کسی تردد کے مان لیں کہ القدس اور آزادی فلسطین کی جدوجہد اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اسے دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے جب تک کہ عرب دنیا کو عرب تاناشاہی کے گلیارے میں ڈیرہ ڈالنے والی اس وبا سے نجات نہیں مل جاتی۔ گو کہ آزادی فلسطین یا اسی طرح بعض ملکوں کے بعض مسلم مخالف غیر قانونی قانون سازی کا سلسلہ ایک بہت بڑے اور تباہ کن خطرے کی نشان دہی کرتا ہے اور اس چیلنج کا مقابلہ ہم سے ایک ٹھوس اور طویل منصوبہ بندی اور ذہنی تیاری کا تقاضا کرتا ہے۔ تاہم اس وبا کو مزید پھیلنے اور اس کے مہلک اثرات سے فلسطینی کاز کو مزید متاثر نہ ہونے دینے کے لیے ایک فوری موثر تدبیر کی بھی حاجت ہے۔ میرے نزدیک سادہ لفظوں میں یہ ممکنہ تدبیر یہ ہے کہ مسئلہ فلسطین سے امارات و سعودی عربیہ اور ان کی اتباع کرنے والی بعض دوسری عرب ریاستوں کو مسئلہ فلسطین اور غزہ کے تحفظ کے مسئلے سے بالکل الگ کر دیا جائے اور اس سے متعلق کسی بھی فیصلہ کن معاہدہ یا مفاہمت کی کوششوں میں ان کی کسی بھی نوعیت کی شرکت کو ناقابل قبول ٹھہرا دیا جائے۔

اس کی وجہ یہ کہ فلسطین و اہل فلسطین کے لیے ان اسرائیل نواز عرب ریاستوں کا مشکوک اور خود غرض طرز عمل فوائد سے زیادہ نقصانات کا حامل ہے۔ اس رائے کی معقولیت اور معنویت دونوں ان تمام لوگوں پر دن کی روشنی کی طرح واضح ہے جو گذشتہ چند سالوں کے دوران مصر سے عرب امارات (یو اے ای) تک فلسطین کے تعلق سے ان عرب حکمرانوں کے مختلف فیصلوں اور بیانیوں سے واقف ہیں۔ یہ وہ فیصلے اور بیانیے ہیں جن میں ایک آزاد فلسطین کی بازیابی سے زیادہ اسرائیل کے ساتھ سیاسی و سفارتی و تجارتی تعلقات کی استواری کی چاہت اور فلسطینیوں کے خلاف اس کے ظالمانہ و غاصبانہ اقدامات پر اسے رعایت دینے کی حیرت انگیز وکالت کو ایک عام آدمی بھی محسوس کر سکتا ہے۔ فلسطین سے عربوں کی برادرانہ دوستی اور مسئلہ فلسطین سے ان کا والہانہ تعلق یہ باتیں اب بس ماضی کی داستان معلوم ہوتی ہیں۔ اس وقت یہ دوستی ہے یا دغا، یہ محبت ہے یا عداوت اگر آپ کو القدس عزیز ہے تو اس کا فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں اور مجھے یقین ہے یہ فیصلہ شاید ہی اس سے مختلف ہو کہ انصاف کی اس لڑائی میں فلسطینیوں کے لیے عربوں کی دوستی صہیونیوں کی دشمنی سے زیادہ مہلک ثابت ہو رہی ہے۔

دشمن سے ایسے کون بھلا جیت پائے گا
جو دوستی کے بھیس میں چھپ کر دغا کرے

ہندوستانی ریل: رتھ یاترا عقیدت مندوں کی خدمت میں

اشونی ویشنو

مرکزی وزیر برائے ریلوے، الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی اور انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ، حکومت ہند

مہا پربھو کا مسکن مقدس شہر جگناتھ پوری رتھ یاترا کے لیے تیار ہے۔ یہ دنیا بھر سے آنے والے لاکھوں عقیدت مندوں کے لیے شردھا کی یاترا ہے۔ اور ہندوستانی ریل ان یاتریوں کی خدمت کیلئے وقف ہے- جو شری کھیشتر پوری میں ان کے مکمل جذبات کو آسان بنا رہی ہے۔

گزشتہ 11 سال اڈیشہ کے ریلوے کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لیے تاریخی رہے ہیں۔ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کی 'پورودیہ پالیسی' کے تحت اڈیشہ کے ریلوے بجٹ کی مختص رقم میں 2009-14 کے دوران سالانہ اوسط کے مقابلہ میں بارہ گنا بڑھ کر 2025-26 میں 10,500 کروڑ سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اوڈیشہ میں 2014 سے 2,100 کلومیٹر سے زیادہ نئے ٹریک بچھائے جا چکے ہیں- جو ملیشیا کے پورے ریل نیٹ ورک سے زیادہ ہے۔

اوڈیشہ میں نئی پٹریوں کی تعمیر کے لیے تقریباً 73,000 (تہتر ہزار) کروڑ روپے کے پروجیکٹ جاری ہیں۔ 59 امرت اسٹیشن تیار کیے جا رہے ہیں، جن میں خواہش مند اضلاع میں 16 اسٹیشن شامل ہیں اور 17 اضلاع پر محیط 6 وندے بھارت خدمات کام کر رہی ہیں۔

اڈیشہ میں ہندوستانی ریلوے کا سب سے خاص تعاون رتھ یاترا کے دوران ہوتا ہے۔ ریلوے ہر سال لاکھوں یاتریوں کی خدمت کو کام انجام دیتا ہے۔

عقیدت مندوں کے لیے سفر میں آسانی

گزشتہ 11 برسوں کے دوران رتھ یاترا خصوصی ٹرینوں میں چار گنا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سال جگن ناتھ پوری کے لیے کل 1,215 ٹرین خدمات- جس میں 850 ریگولر اور 365 خصوصی ٹرین خدمات فراہم کی جا رہی ہیں۔ یہ خدمات اوڈیشہ کے بہت سے اضلاع کو جوڑتی ہیں جن میں کالاہانڈی، بالنگیر، نواپاڑا، کوراپٹ، رائے گڑھ، جھپتی اور ڈھینکنال کے خواہش مند اضلاع اور اندرونی قبائلی علاقوں کو شری کھیشتر پوری سے جوڑتا ہے۔ اے آئی پر مبنی ریئل ٹائم ڈیمانڈ پریڈیکشن سسٹم نے ڈائنامک شیڈولنگ کو فعال کیا ہے۔ اس سال 10 پلیٹ فارم یاتریوں کا استقبال کر رہے ہیں۔ پوری کے ساتھ ساتھ دیگر ریلوے اسٹیشنوں پر بھی اضافی ٹکٹ کاؤنٹر قائم کیے گئے ہیں۔

دویہ تجربے کے لئے ایک آرام دہ یاترا

'سیوا پرمو دھرم' کے جذبے کے ساتھ ہندوستانی ریل رتھ یاترا کے دوران یاتریوں کے وقار، آرام اور سلامتی کو یقینی بناتی ہے۔ یہ سال جامع یاترا کے سفر کے لیے سب سے بڑی سہولت کاری مہم میں سے ایک ہے۔

ریلوے تقریباً 20 لاکھ مسافروں کو یاترا کرانے کیلئے پوری طرح تیار ہے جس کی روزانہ کی تعداد 2 لاکھ ہے۔ 25,000 عقیدت مندوں کے بیٹھنے کی گنجائش والی ہولڈنگ اسپیس کو ڈیزائن کیا گیا ہے، گرمی سے نجات کے لیے خاطر خواہ انتظامات کیے گئے ہیں۔ کھانے پینے کے کافی تعداد میں اسٹالز اور واٹر بوتھ اور کولر کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 2.5 لاکھ تیرتھ یاتریوں کو مفت کھانا فراہم کیا جائے گا۔

صفائی اور حفظان صحت کے انتظامات جس میں جدید جیٹ کلیننگ مشینیں اور سیوریج سکشن ٹرک بھی ان مقامات پر موجود ہیں۔ تیرتھ یاتریوں کی حفاظت اور تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے سکیورٹی اہلکاروں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی تعینات کی گئی ہے۔ انہیں سی سی ٹی وی ز، ڈرونز اور چہرے کی شناخت کے نظام سے مدد ملے گی۔

دیویانگجنوں (معذوروں)، بزرگوں، خواتین اور طبی لحاظ سے کمزور تیرتھ یاتریوں کی رسائی کی ضروریات کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکس کے ساتھ میڈیکل بوتھ، ایمبولینس اور ابتدائی طبی امداد کے کاؤنٹر قائم کیے گئے ہیں۔ اس سال ہندوستانی ریلوے نے پوری اسٹیشن کو جامع اور شردھا پر مبنی عوامی خدمت کے ماڈل میں تبدیل کیا ہے۔

ایک خاص مقصد کے لیے خصوصی ریلوے جیک

ہندوستانی ریلوے کی ایک ٹیم جس میں انجینئرز اور تکنیکی ماہرین بھی رتھ یاترا میں تعینات ہیں۔ یہ ٹیم یاترا کے دوران رتھوں کی ہموار نقل و حرکت اور مرمت کے کام کو یقینی بنانے کی ذمہ دار ہے۔ یہ ٹیم بڑے پیمانے پر رتھوں کو تعمیراتی مقام سے شری جگناتھ مندر تک لے جانے میں مدد کرتی ہے۔

ریلوے ٹیم مخصوص اسکرو جیکس کا استعمال کرتی ہے تاکہ مقررہ راستے پر رتھوں کی مناسب پوزیشننگ، صف بندی اور آگے کی نقل و حرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔ یہ کسی بھی رکاوٹ کو دور کرنے اور رتھوں کے درمیان مناسب فاصلہ برقرار رکھنے میں بھی مدد کرتا ہے۔ ٹیم یاترا کی تکمیل تک رتھوں کے ساتھ جاتی ہے۔

ہندوستانی ریل کو ملک کی لائف لائن کہا جاتا ہے۔ یہ تمام ہندوستانیوں کی خدمت کے لیے پرعزم ہے جس میں تیرتھ یاتری بھی شامل ہیں جو رتھ یاترا کو اپنی لائف لائن سمجھتے ہیں۔

سوشیل میڈیا اور مسلمان!

مدثر احمد

اس وقت ہر انسان سوشیل میڈیا کا عادی بن چکا ہے اور سوشیل میڈیا میں ہر ایک چیز کو بغیر سوچے سمجھے فارورڈ کرنا، لائک کرنا اور اس پر بحث کرنا ایک طرح سے اپنی زندگی کی ذمہ داری سمجھ بیٹھا ہے۔

روزانہ ہزاروں ایسی ویڈیوز سوشیل میڈیا پر آتی ہیں جس پر عام لوگوں کا کوئی لینا دینا نہیں ہوتا، خصوصاً کئی ویڈیوز ایسی ہوتی ہیں جس سے مسلمانوں کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا اور اگر تعلق ہوتا بھی ہے تو ایسی ویڈیوز کو لیکر مسلمان سنجیدہ نہیں رہتے۔ اب تو سوشیل میڈیا کی ہر ویڈیو کو لوگ پوری شدت کے ساتھ شیئر کرتے ہیں، مانو کہ ان ویڈیوز کو شیئر کرنے سے ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہوگی۔

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کچھ ایسی ویڈیوز جس میں توہین رسالت، اسلام کی توہین، قرآن کی توہین کی جاتی ہے، ان ویڈیوز کو لوگ سوچے سمجھے بغیر شیئر کر دیتے ہیں اور اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ اس ویڈیو کو اتنا شیئر کرواتا شیئر کرو کہ توہین کرنے والے سزا کو ملے۔

درحقیقت اس طرح سے سوشیل میڈیا میں ویڈیوز شیئر کرنے پر کسی کو سزا نہیں ملتی، نہ ہی ایسی ویڈیوز کو شیئر کرنے سے ان کا کچھ برا ہوتا ہے۔ حقیقت میں ایسی ویڈیوز کو شیئر کرنے سے مسلمان، اسلام، قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی توہین کے ہم حصے دار بن جاتے ہیں۔ اگر کسی کو واقعی میں سزا دلانا ہے یا پھر کارروائی کرنی ہے تو ان ویڈیوز کو شیئر کرنے کے بجائے خود مسلمان آگے بڑھ کر توہین کرنے والوں کے خلاف کارروائی کریں تب جا کر اسلام، پیغمبر اسلام اور کتاب اللہ کی تعظیم کا حق ادا ہوگا۔ کئی لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنے موبائل پر آنے والے ویڈیو، تصویروں اور مضامین کو بغیر پڑھے، سمجھے یا دیکھے فارورڈ کر بیٹھتے ہیں، جس میں نہایت گندی باتیں اور ناقابل قبول تبصرے پائے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نیکی پھیلانے اور بدی کو روکنے کا حکم دیا ہے۔ جب توہین رسالت اور توہین اسلام کے ویڈیوز سامنے آتے ہیں تو لوگ ان چیزوں کو ثواب جاریہ نہ سمجھیں بلکہ اسے اسلام کی توہین سمجھ کر اس کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کیلئے اقدامات اٹھائیں۔ جب کسی کی ایک انچ زمین کوئی لے لیتا ہے تو اس ایک انچ زمین کو دوبارہ لینے کیلئے تھانے سے لیکر سپریم کورٹ تک کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے، لیکن جب اسلام کے تحفظ کی بات آتی ہے تو مسلمان خاموش کیوں رہ جاتے ہیں؟۔ ایک دور تھا جب مسلمان اپنے دین، شریعت اور نبی پر انگلی پر اٹھانے والوں کی گردن کاٹ دیتے تھے، لیکن اب ویڈیوز کو شیئر کرنا ہی جہاد سمجھ بیٹھے ہیں۔

اس وقت گردن اڑانے کے بجائے عدالتوں تک انہیں پہنچانا ہی سب بڑا جہاد کہا جا سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عدالتوں میں ان معاملات پر انصاف ملے یا نہ ملے لیکن انصاف کیلئے آواز اٹھانے والے مسلمان اب بھی ہیں یہ پیغام ضرور ملے گا۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ صرف لائک، کمنٹ اور شیئر کرنے کے بجائے اپنی ذمہ داری کو بھی سمجھیں۔

یہ مصنف کی ذاتی رائے ہے۔

سینما معاشرے کو جوڑنے کا ذریعہ ہے، توڑنے کا نہیں

ہندوستانی فلموں میں بڑھتی ہوئی ہندو مسلم تقسیم پر عرفان جامیاوالا کا اہم سوال

ممبئی: ہندوستانی سینما کو ہمیشہ سے معاشرے کا آئینہ کہا جاتا رہا ہے۔ فلمیں صرف تفریح کا ذریعہ نہیں ہوتیں بلکہ وہ لوگوں کی سوچ، جذبات اور رویّوں پر بھی گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے ہندوستانی فلموں اور ٹی وی کے بعض موضوعات میں ہندو مسلم شناخت کو جس انداز میں پیش کیا جا رہا ہے، اس نے سماج کے باشعور لوگوں کے درمیان کئی سوالات پیدا کیے ہیں۔ ہندوستانی فلم، ٹی وی اور تھیٹر سے تقریباً 32 برس سے وابستہ اداکار، مصنف، ہدایت کار اور رنگک؟؟؟ عرفان جامیاوالا نے اس صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سینما کا بنیادی مقصد معاشرے کو تقسیم کرنا نہیں بلکہ لوگوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے اور قریب آنے کا موقع فراہم کرنا ہونا چاہیے۔ عرفان جامیاوالا کہتے ہیں: ’’میں تقریباً 32 برس سے تھیٹر، فلم اور ٹی وی کے ذریعے معاشرے کے درمیان کام کر رہا ہوں۔ میں نے مختلف طبقوں اور مختلف سوچ رکھنے والے لوگوں کے ساتھ کام کیا ہے۔ لیکن میں نے معاشرے کو مذہب کے نام پر اس طرح تقسیم ہوتے ہوئے دیکھ کر تشویش محسوس کی ہے۔‘‘ ان کے مطابق کسی فلم میں تاریخی واقعات، مذہبی موضوعات یا سماجی تنازعات کو پیش کرنا غلط نہیں ہے۔ فنکار کو سوال اٹھانے اور حقیقت دکھانے کا پورا حق ہے۔ لیکن مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہانی کا مقصد حقیقت کو سمجھانے کے بجائے کسی مذہب یا طبقے کے خلاف نفرت، تعصب یا شک پیدا کرنا بن جائے۔ کہانی کے ساتھ ذمہ داری بھی ضروری ہے سینما کے پاس انسانی ذہن اور جذبات کو متاثر کرنے کی بہت بڑی طاقت ہے۔ ایک کردار، ایک مکالمہ یا ایک منظر لوگوں کے ذہن میں طویل عرصے تک رہ سکتا ہے۔ اسی لیے مصنف اور ہدایت کار کی ذمہ داری صرف اچھی کہانی بنانے تک محدود نہیں رہتی۔ عرفان جامیاوالا کا کہنا ہے: ’’مصنف کو سوال اٹھانے کا حق ہے، ہدایت کار کو اپنی بات کہنے کی آزادی ہے اور ناظرین کو اپنی رائے بنانے کا حق ہے، لیکن ان سب کے ساتھ سماجی ذمہ داری بھی ضروری ہے۔‘‘ ہندوستان کی اصل خوبصورتی اس کی گوناگوں تہذیب، زبانوں، مذاہب اور ثقافتوں میں ہے۔ یہی تنوع ہندوستانی سینما کی طاقت بھی رہا ہے۔ کیا ہر کہانی کو ہندو مسلم کے چشمے سے دیکھنا ضروری ہے؟ عرفان جامیاوالا ایک بنیادی سوال اٹھاتے ہیں: کیا ہندوستان کی ہر کہانی کو صرف ہندو مسلم کے زاویے سے دیکھنا ضروری ہے؟ ہمارے معاشرے میں تعلیم، بے روزگاری، غربت، خواتین کی سلامتی، کسان، مزدور، نوجوان، ٹیکنالوجی، ماحولیات، خاندانی مسائل اور سماجی ناانصافی جیسے بے شمار موضوعات موجود ہیں۔ سینما ان موضوعات پر بھی مضبوط اور بامعنی کہانیاں پیش کر سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مذہب انسان کی شناخت کا ایک حصہ ہو سکتا ہے، لیکن کسی انسان کی مکمل شناخت صرف اس کا مذہب نہیں ہے۔ سینما صرف آئینہ نہیں، اثر انداز ہونے والی طاقت بھی ہے آج OTT پلیٹ فارمز اور سوشل میڈیا نے فلم اور ٹی وی کے اثر کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔ نوجوان نسل بڑی تعداد میں فلمیں اور ویب سیریز دیکھتی ہے۔ ایسے میں تخلیق کاروں کی ذمہ داری پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ عرفان جامیاوالا کے مطابق: ’’اگر سینما معاشرے میں موجود کسی برائی کو دکھاتا ہے تو یہ اچھی بات ہے۔ لیکن اگر برائی دکھانے کے نام پر وہی نفرت ناظرین کے دل میں پیدا ہونے لگے تو ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم فن تخلیق کر رہے ہیں یا سماجی فاصلے بڑھا رہے ہیں۔‘‘ نفرت نہیں، مکالمہ چاہیے سینما کا مقصد صرف یہ نہیں ہونا چاہیے کہ فلم کتنی متنازع بنی یا اس پر کتنی بحث ہوئی۔ اصل کامیابی یہ ہے کہ فلم دیکھنے کے بعد انسان کچھ سوچے، سوال کرے اور دوسرے انسان کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ تقریباً 32 برس کے اپنے تھیٹر، فلم اور ٹی وی کے تجربے کی بنیاد پر عرفان جامیاوالا کا ماننا ہے کہ فنکار کے ہاتھ میں صرف کیمرہ، قلم یا اسٹیج نہیں ہوتا؛ اس کے ہاتھ میں معاشرے کی سوچ اور حساسیت کو متاثر کرنے کی طاقت بھی ہوتی ہے۔ آج ہندوستانی سینما کو ایسی کہانیوں کی ضرورت ہے جو مذہب کے نام پر فاصلے پیدا کرنے کے بجائے انسانوں کے درمیان مکالمہ پیدا کریں۔ سینما سوال ضرور کرے، حقیقت ضرور دکھائے، اختلاف بھی دکھائے — لیکن انسان کو انسان سے نفرت کرنا نہ سکھائے۔ —

عرفان جامیاوالا

تلنگانہ کے سرکاری اسکولس میں ڈسمبر سے ناشتہ کی اسکیم کا آغاز: ریونت ریڈی

30 نومبر تک سنٹرلائیزڈ کچن مکمل کرنے کی ہدایت، قیامگاہ پر اہم ترین اجلاس

حیدرآباد۔2۔ اکتوبر حکومت تلنگانہ نے سرکاری اسکولس میں زیر تعلیم طلبہ کی صحت اور غذائیت کو یقینی بنانے کیلئے انقلابی اقدامات کی شروعات کی ہے۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے واضح ہدایت جاری کی ہے کہ ریاست میں تمام جدید سنٹرلائزڈ کمیونٹی کچنس کی تعمیر ہر حال میں 30 نومبر 2026 تک مکمل کرلی جائے تاکہ 9 ڈسمبر کو ریاست بھر میں بیک وقت اسکول بریک فاسٹ اسکیم کا آغاز کیا جاسکے۔ چیف منسٹر نے آج اپنی قیامگاہ پر ہرے کرشنا فاؤنڈیشن کے نمائندوں کے ساتھ ملاقات کی۔ اس موقع پر چیف منسٹر کی موجودگی میں جنا سولار سسٹم پرائیویٹ لمٹیڈ اور چین لیز انڈیا پرائیویٹ لمٹیڈ نے اسکولس کے لئے معیاری ناشتہ فراہم کرنے کے غرض سے ہرے کرشنا فاؤنڈیشن کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کیے۔ جنا سولار سسٹمس کے سی ایم ڈی شیکھر ریڈی اور سی ای او انیل بابو نے 5.17 کروڑ روپئے کا چیک ہرے کرشنا فاؤنڈیشن کے حوالے کیا۔ چین لیز انڈیا کی نمائندہ سمتا اور وائس پریسیڈنٹ بی سنتوش کمار نے 4 کروڑ روپئے کا چیک حوالے کیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے چیف منسٹر نے ہدایت دی کہ اسکول کے بچوں کو دیا جانے والا ناشتہ صرف کھانے تک محدود نہ رہے بلکہ اس کے دورس نتائج حاصل کئے جائیں۔ تمام سنٹرلائیزڈ کچنس کو حیدرآباد کے سنٹرل کمانڈ اینڈ کنٹرول سنٹر سے منسلک کیا جائے گا تاکہ کھانے کی تیاری اور صفائی کا مکمل نگرانی کی جاسکے۔ بچوں کو دی جانے والی خوراک میں کیلوریز اور غذائیت کا حساب رکھنے کیلئے جدید موبائیل ایپ کا استعمال کیا جائے گا۔ ناشتہ متعلقہ علاقوں کی مقامی عادات اور پسند کے مطابق تیار کیا جائے اور معیار پر کوئی سمجھوتہ نہ ہو۔ اسکولس میں بچوں کی جسمانی نشوونما، قد، وزن اور تعلیمی ترقی کا مکمل ڈیجیٹل ریکارڈ برقرار رکھا جائے گا۔ اسکول کے بچوں کو خود ان سنٹرل کچنس کا دورہ کرایا جائے تاکہ وہ صفائی اور کھانے کی تیاری کے جدید عمل کو دیکھ سکیں۔ اس موقع پر ریاستی وزیر پی سرینواس ریڈی، راجیہ سبھا کے رکن وی نریندر ریڈی، چیف منسٹر کے پرنسپل سکریٹری سریدھر اور ہرے کرشنا فاؤنڈیشن کے ستیہ گورا چندر داس سوامی بھی موجود تھے۔

مصنوعی ذہانت کا بڑھتا ہوا اثر اور روزگار کی بدلتی دنیا

’’مشینیں دنیا کو بدل رہی ہیں، اب انسان کو بھی اپنی صلاحیتیں بدلنی ہوں گی۔‘‘

عرفان جمیعہ والا

کہا جاتا ہے کہ ہر چند دہائیوں میں دنیا کسی نہ کسی بڑی تبدیلی سے گزرتی ہے۔ لیکن مصنوعی ذہانت، یعنی اے آئی جس رفتار سے ہماری زندگی میں داخل ہوئی ہے، شاید اتنی تیز رفتار تبدیلی کا اندازہ بہت کم لوگوں نے لگایا تھا۔ گزشتہ تقریباً 125 برسوں میں دنیا نے ریڈیو سے ٹیلی ویژن، ٹیلی فون سے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سے اسمارٹ فون تک کا سفر طے کیا۔ ہر نئی ٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کو تبدیل کیا، لیکن مصنوعی ذہانت کا اثر اس لحاظ سے مختلف ہے کہ یہ صرف ہمارے استعمال کی چیزوں کو نہیں بدل رہی بلکہ ہمارے کام کرنے، سیکھنے، لکھنے، تخلیق کرنے اور معلومات حاصل کرنے کے طریقے کو بھی تبدیل کر رہی ہے۔ آج مصنوعی ذہانت تعلیم، بینکاری، صحت، میڈیا، فلم، اشتہارات، صنعت، سافٹ ویئر، صارفین کی خدمات اور تجارت سمیت کئی شعبوں میں تیزی سے استعمال ہو رہی ہے۔ روزگار پر بھی پڑ رہا ہے اثر مصنوعی ذہانت کے بڑھتے ہوئے استعمال کے ساتھ سب سے بڑا سوال روزگار کو لے کر سامنے آ رہا ہے۔ امریکی ادارے چیلنجر، گرے اینڈ کرسمس کے مطابق 2025 میں امریکی کمپنیوں نے 12 لاکھ سے زیادہ ملازمتوں میں کمی کا اعلان کیا۔ ان میں 54,836 ملازمتوں کی کٹوتی کو کمپنیوں نے مصنوعی ذہانت سے متعلق قرار دیا۔ اس اعداد و شمار کو درست تناظر میں سمجھنا ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا بھر میں 54,836 ملازمتیں صرف مصنوعی ذہانت کی وجہ سے ختم ہوئیں۔ یہ امریکہ میں اعلان کی گئی ملازمتوں میں کمی کا عدد ہے، جس میں وہ معاملات شامل ہیں جہاں کمپنیوں نے مصنوعی ذہانت کو ایک وجہ کے طور پر بیان کیا۔ 2026 میں بھی یہ رجحان جاری رہا۔ اگست 2026 تک امریکی کمپنیوں نے 1,16,175 ملازمتوں میں کمی کو مصنوعی ذہانت سے منسلک کیا۔ اسی عرصے میں ٹیکنالوجی کے شعبے میں 1,55,126 ملازمتوں میں کمی کا اعلان کیا گیا۔ یہ اعداد و شمار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ کمپنیاں اپنے کام کرنے کے طریقوں اور افرادی قوت کی ساخت میں تیزی سے تبدیلی لا رہی ہیں۔ کیا مصنوعی ذہانت انسانوں کی ملازمتیں ختم کر دے گی؟ یہ سوال آج ملازمین، طلبہ اور نوجوانوں کے ذہن میں سب سے زیادہ گردش کر رہا ہے۔ اس کا کوئی ایک آسان جواب نہیں ہے۔ بین الاقوامی تنظیم محنت کے مطابق دنیا بھر میں تقریباً ہر چار میں سے ایک کارکن ایسے پیشے میں کام کرتا ہے جس پر تخلیقی مصنوعی ذہانت کا کسی نہ کسی درجے میں اثر پڑ سکتا ہے۔ تاہم تنظیم کے مطابق زیادہ تر ملازمتوں کے مکمل طور پر ختم ہونے کے بجائے ان کی نوعیت تبدیل ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت شاید پوری ملازمت ختم کرنے کے بجائے اس ملازمت کے کچھ کام اپنے ذمہ لے لے۔ مثلاً صارفین کی خدمات میں مصنوعی ذہانت عام سوالات کے جواب دے سکتی ہے، لیکن پیچیدہ معاملات کے لیے انسان کی ضرورت برقرار رہ سکتی ہے۔ اسی طرح سافٹ ویئر کے شعبے میں مصنوعی ذہانت کوڈ لکھنے اور جانچنے میں مدد کر سکتی ہے، لیکن آخری جانچ، فیصلہ سازی اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کی ذمہ داری انسان کے پاس رہ سکتی ہے۔ مصنوعی ذہانت نئے مواقع بھی پیدا کرے گی اگر ہم صرف ملازمتوں کے ختم ہونے کی بات کریں تو تصویر مکمل نہیں ہوگی۔ عالمی اقتصادی فورم کی 2025 کی مستقبلِ روزگار رپورٹ کے مطابق 2030 تک تکنیکی اور معاشی تبدیلیوں کے نتیجے میں تقریباً 17 کروڑ نئی ملازمتیں پیدا ہونے کا امکان ہے، جبکہ تقریباً 9.2 کروڑ ملازمتیں متاثر یا ختم ہوسکتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل صرف ملازمتوں کے خاتمے کا نہیں بلکہ ملازمتوں کی نوعیت بدلنے اور نئی صلاحیتوں کی ضرورت کا بھی ہے۔ مصنوعی ذہانت، اعداد و شمار، سائبر سلامتی، ڈیجیٹل میڈیا، ٹیکنالوجی اور تخلیقی شعبوں میں نئی نوعیت کے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس لیے مستقبل کی سب سے بڑی ضرورت صرف موجودہ ملازمتوں کو بچانا نہیں بلکہ نئی صلاحیتیں پیدا کرنا بھی ہوگی۔ میڈیا اور فلم کی دنیا بھی بدل رہی ہے مصنوعی ذہانت کا اثر میڈیا اور فلمی صنعت پر بھی تیزی سے نظر آ رہا ہے۔ اسکرپٹ پر تحقیق، ترجمہ، سب ٹائٹل، تدوین، بصری اثرات، پروڈکشن کی منصوبہ بندی، ڈیجیٹل تشہیر اور مواد کی تقسیم جیسے کئی کاموں میں مصنوعی ذہانت مدد فراہم کر رہی ہے۔ لیکن فلم صرف ٹیکنالوجی کا نام نہیں ہے۔ ہر کہانی کے پیچھے انسان کا تجربہ ہوتا ہے۔ اداکاری کے پیچھے انسانی جذبات ہوتے ہیں۔ ہدایت کار کو انسانوں، حالات اور رشتوں کو سمجھنا پڑتا ہے۔ مصنف معاشرے اور زندگی کا مشاہدہ کر کے اسے کہانی میں تبدیل کرتا ہے۔ مصنوعی ذہانت معلومات کو بہت تیزی سے ترتیب دے سکتی ہے، لیکن زندگی کا تجربہ انسان ہی حاصل کرتا ہے۔ یہ فرق تخلیقی شعبوں میں ہمیشہ اہم رہے گا۔ عرفان جمیعہ والا نے کہا میڈیا، فلم اور تھیٹر سے وابستہ مصنف، فلم ساز اور فن کار عرفان جمیعہ والا کا کہنا ہے کہ آج پوری دنیا کی نظریں مصنوعی ذہانت کی تیز رفتار ترقی پر مرکوز ہیں۔ ان کے مطابق آنے والے وقت میں مصنوعی ذہانت ہماری روزمرہ زندگی اور پیشہ ورانہ کام کا ایک اہم حصہ بن سکتی ہے۔ اس لیے نوجوانوں، فن کاروں، میڈیا سے وابستہ افراد اور فلم کے طلبہ کو اس ٹیکنالوجی سے صرف خوفزدہ ہونے کے بجائے اسے سمجھنے اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان کا خیال ہے کہ ہندوستان کو صرف مصنوعی ذہانت استعمال کرنے والا ملک نہیں بننا چاہیے بلکہ اس کے تخلیقی، تعلیمی اور سماجی استعمال کے نئے راستے بھی تلاش کرنے چاہئیں۔ اسی بدلتی ہوئی ڈیجیٹل دنیا کو سامنے رکھتے ہوئے میڈیا کرافٹس ڈیجیٹل میڈیا اور تفریح کے شعبے میں نئی امکانات پر کام کر رہا ہے۔ اسمال اسکرین ٹی وی کو ایک ایسے ڈیجیٹل پلیٹ فارم کے طور پر تیار کرنے کی سمت میں کوشش کی جا رہی ہے جہاں فلمیں، ویب سیریز، مختصر فلمیں، موسیقی کی ویڈیوز اور دیگر ڈیجیٹل مواد ناظرین تک پہنچایا جا سکے۔ مستقبل کی دنیا کیسی ہوگی؟ شاید سب سے اہم سوال یہ نہیں ہے کہ مصنوعی ذہانت انسان کی جگہ لے گی یا نہیں۔ اصل سوال یہ ہے: مصنوعی ذہانت کے دور میں انسان اپنی صلاحیتوں کو کس طرح بہتر بنائے گا؟ جو لوگ نئی ٹیکنالوجی سیکھنے اور اپنی صلاحیتوں کو وقت کے ساتھ بدلنے کے لیے تیار ہوں گے، ان کے لیے نئے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ ٹیکنالوجی مسلسل آگے بڑھے گی، لیکن معاشرے کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ تکنیکی ترقی انسانی تخلیق، ذمہ داری اور سماجی اقدار سے جڑی رہے۔ مصنوعی ذہانت کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو جائے، معاشرے کی سمت کا فیصلہ آخرکار ٹیکنالوجی نہیں کرتی۔ یہ ذمہ داری انسان کی ہی رہتی ہے۔ ’’مشین تیزی سے کام کر سکتی ہے، لیکن سمت طے کرنے کی ذمہ داری انسان ہی کی رہنی چاہیے۔‘‘

عرفان جمیعہ والا مصنف | فلم ساز | تھیٹر فن کار

اگر ذات ایک ہے تو حقوق الگ کیوں؟

پسماندہ مسلمانوں کے آئینی حقوق پر عرفان جامی والا کا سوال

تحریر: عرفان جامی والا، سماجی کارکن اور مصنف

ہندوستان کا آئین ہر شہری کے لیے مساوات، انصاف اور وقار کی ضمانت دیتا ہے۔ لیکن آج

ایک اہم سماجی اور آئینی سوال ہمارے سامنے ہے: اگر کسی برادری کی سماجی حالت، تاریخی محرومی اور ذات پر مبنی تفریق کسی دوسری برادری سے ملتی جلتی ہو، تو صرف مذہب کی بنیاد پر اس کے سماجی انصاف کے حقوق میں فرق کیوں ہونا چاہیے؟ یہ سوال خاص طور پر ان پسماندہ مسلم برادریوں کے حوالے سے اہم ہے جن کے بارے میں طویل عرصے سے یہ بحث جاری ہے کہ ان کی سماجی اور تاریخی محرومی کئی معاملات میں ان ہندو برادریوں سے ملتی ہے جنہیں آئین کے تحت درج فہرست ذات یعنی CastesScheduled کے طور پر تحفظ اور ریزرویشن حاصل ہے۔ آئین کے آرٹیکل 341 کے تحت صدرِ جمہوریہ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے سلسلے میں CastesScheduled کی فہرست نوٹیفائی کر سکتے ہیں، جبکہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعے اس فہرست میں کسی ذات، برادری یا گروہ کو شامل یا خارج کر سکتی ہے۔ اصل قانونی بحث Scheduled) Constitution 1950Order,(Castes کے پیراگراف 3 سے متعلق ہے۔ 1950 کے اصل حکم میں CasteScheduled کا درجہ ہندو مذہب سے وابستہ افراد تک محدود تھا۔ بعد میں 1956 میں سکھ اور 1990 میں بدھ مذہب کو بھی اس دائرے میں شامل کیا گیا۔ یہیں سے پسماندہ مسلم سماج کا بنیادی سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی برادری کی تاریخی سماجی محرومی، روایتی پیشہ، سماجی امتیاز اور ذات پر مبنی مسائل مذہب تبدیل کرنے کے بعد اچانک ختم نہیں ہو جاتے، تو کیا صرف مذہبی شناخت کی بنیاد پر اس کے آئینی تحفظ کو ختم کرنا مساوات کے اصول کے تحت دوبارہ غور کا موضوع نہیں ہونا چاہیے؟ یہ سوال کسی دوسرے سماج کے حقوق چھیننے کا نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ یکساں سماجی محرومی رکھنے والے لوگوں کے لیے یکساں سماجی انصاف کیوں نہ ہو؟ عرفان جامی والا حکومت اور سماج سے سوال کرتے ہیں کہ اگر حلال خور، ڈوم، دھوبی اور دیگر پسماندہ مسلم برادریوں میں تاریخی طور پر ذات پر مبنی محرومی اور سماجی تفریق کے شواہد موجود ہیں، تو ان کے حالات کا آزادانہ سماجی، تاریخی اور آئینی مطالعہ کیوں نہ کیا جائے؟ قانون کا غلط استعمال بھی ایک سنجیدہ سوال ہے ScheduledandCastesScheduled 1989Act,(Atrocitiesof Prevention) Tribes کا مقصد درج فہرست ذاتوں اور قبائل کے ارکان کو مخصوص مظالم سے تحفظ دینا اور متاثرین کو قانونی مدد فراہم کرنا ہے۔ اس لیے کسی بھی شخص کے خلاف اس قانون کا اطلاق قانون میں مقررہ جرم کے حقیقی حقائق اور ضروری قانونی عناصر کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ کسی بے گناہ شخص کو جھوٹے یا بدنیتی پر مبنی مقدمے میں پھنسانا انصاف کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے، چاہے اس شخص کا تعلق کسی بھی مذہب یا برادری سے ہو۔ سوال کسی مذہب کے خلاف نہیں، مساوی انصاف کے حق میں ہے پسماندہ مسلمانوں کا مسئلہ ہندو بمقابلہ مسلمان کے سیاسی تنازع کے طور پر نہیں بلکہ سماجی انصاف، مساوات اور آئینی حقوق کے سوال کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ اگر کسی مذہبی برادری کے اندر تاریخی ذات پر مبنی محرومی موجود ہے تو اس کا سائنسی، سماجی، تاریخی اور آئینی مطالعہ ہونا چاہیے۔ حکومت کے سامنے بنیادی سوال یہ ہے: کیا سماجی محرومی کا فیصلہ صرف مذہبی شناخت سے ہونا چاہیے، یا تاریخی اور سماجی حالات کو بھی برابر اہمیت دی جانی چاہیے؟ کیا اس موضوع پر ایک آزاد قومی مطالعہ، معتبر سماجی اعداد و شمار اور ماہرین کی سفارشات کی بنیاد پر دوبارہ غور نہیں کیا جانا چاہیے؟ عرفان جامی والا کا سوال عرفان جامی والا کا کہنا ہے کہ ہندوستان کا آئین کسی شہری کی عزت اور مساوی حقوق سے انکار نہیں کرتا۔ اس لیے پسماندہ مسلم برادریوں کے سماجی انصاف کے سوال کو مذہبی تنازع بنانے کے بجائے آئین، مساوات اور سماجی انصاف کے سوال کے طور پر دیکھنا چاہیے۔ سوال کسی کا حق چھیننے کا نہیں، بلکہ جو محروم ہے اسے انصاف دینے کا ہے۔ یہی جمہوریت کی اصل آزمائش ہے: کیا ہم مذہب دیکھ کر انصاف کریں گے، یا سماجی محرومی کو دیکھ کر انصاف کا راستہ تلاش کریں گے؟ عرفان جامی والا

سماجی کارکن اور مصنف

تلنگانہ ہائی کورٹ کے وکلاء کا احتجاج —

چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے استعفیٰ کا مطالبہ

تلنگانہ ہائی کورٹ، حیدرآباد کے گیٹ نمبر 6 پر وکلاء ؁ کے ایک گروپ نے پُرامن احتجاج کیا۔ احتجاج کے دوران الیکشن کمیشن آف انڈیا کے طریق؟ کار سے متعلق خدشات کا اظہار کرتے ہوئے چیف الیکشن کمشنر جناب گیانیش کمار سے استعفیٰ دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ وکلاء ؁ نے انتخابی فہرستوں کی خصوصی جامع نظرثانی (Special (SIR–RevisionIntensive، ’’ووٹ چوری‘‘ سے متعلق الزامات، اور ووٹروں کے ناموں کے اندراج واخراج سے متعلق مسائل پر تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے انتخابی عمل میں مزید شفافیت، جواب دہی اور سلمیت کے تحفظ کا مطالبہ کیا۔ مومن روشن ضمیر، ایڈووکیٹ، اسٹیٹ جنرل سکریٹری و انچارج سوشل میڈیا، لیگل سیل (لاء ؁، انسانی حقوق اور RTI محکمہ)، تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی (TPCC)، اور رکن، حیدرآباد وقف پروٹیکشن اینڈ کوآرڈینیشن کمیٹی، حکومتِ تلنگانہ نے احتجاج میں شرکت کی اور مظاہرین و میڈیا سے خطاب کیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مومن روشن ضمیر نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار سے فوری استعفیٰ دینے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ انتخابی عمل پر عوام کے اعتماد کے تحفظ کے لیے شفافیت، جواب دہی اور آئینی و قانونی اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتخابی فہرستوں کی نظرثانی عوامی اہمیت کا ایک اہم معاملہ ہے اور ووٹروں، سیاسی جماعتوں اور دیگر متعلقہ فریقوں کی جانب سے اٹھائے گئے خدشات کو مناسب قانونی اور آئینی طریق؟ کار کے ذریعے شفاف انداز میں دور کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے آئین، جمہوریت، بنیادی حقوق اور قانون کی حکمرانی کے تحفظ میں وکلاء ؁ کے اہم کردار پر بھی زور دیا۔ مظاہرین نے الیکشن کمیشن سے مطالبہ کیا کہ انتخابی فہرستوں اور SIR کے عمل سے متعلق خدشات پر واضح وضاحتیں فراہم کی جائیں اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ہر اہل ووٹر کے حقوق قانون کے مطابق محفوظ رہیں۔ احتجاج میں پونم اشوک گوڑ صاحب، چیئرمین، لیگل سیل-TPCC، کے۔ پردھاسارادھی، وینکٹیشور ریڈی، مومن روشن ضمیر، سی۔ رام چندر ریڈی، علی حیدر، علی جان، محمد امیر، عمر، شراوانی، ناصرہ، فرحان، حمزہ اور دیگر وکلاء ؁ نے شرکت کی۔ وکلاء ؁ نے اس بات کا اعادہ کیا کہ ان کا احتجاج پُرامن تھا اور اس کا مقصد انتخابی عمل سے متعلق خدشات کو اجاگر کرنا، شفافیت اور جواب دہی میں اضافہ اور آئینی اداروں پر عوام کے اعتماد کو مضبوط بنانے کا مطالبہ کرنا تھا۔

Editor Printer, Publisher & Owner by MOHD ATHER RAHEEM Published from FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly 19-4-276/5/A
Flat No 502.5th Floor Lakeview Residency,Baquar Nagar,BNK Colony,Miralam Tank Hyderabad 500 064. Printed at RIYAZ PRINTING PRESS
#22-8-161 Behind Nayaab Hotel Chatta Bazar,Hyderabad-500002 Telangana.Head Office Contact No.04045375318,www.falaknumanews.in